اہل علم کے بلند درجات

حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

بزم عشاق

ادارہ نجم الہدیٰ جامع مسجد عمر رضی اللہ عنہ نیو پٹھان والا جھنگ روڈ فیصل آباد

0300-6661755

نحمده ونصلی ونسلم علی رسوله الکریم

اما بعد

فاعوذبالله من الشیطن الرجیم

بسم الله الرحمن الرحیم

محترم قارئین کرام! علم عطائے رب جلیل، رابطہ خداوند کریم، علم باریابی سمیع وقدیر، علم عطیہ علیم، علم نعمت عظیم، علم صراط مستقیم، علم عزم ویقین، احسان کثیر، تفہیم دین مبین، علم لطف قدیم، علم معدن المشاہدات، علم مخزن تجلیات، علم موصل العباد الی رب الارباب، علم ترک، علم تعمیر حیات، تکمیل ذات، صدق اخلاص، علم ملحوظ اوقات، خواہشات، علم سرمایہ حیات، علم پختگی کردار، علم مجموعہ حسنات، علم موجب برکات، علم ذریعۂ نجات، علم مسبب الاسباب، علم آب حیات، ابدی نجات، علم ادراک مشہودات، علم ھل من مزید کی فضان مسلسل، علم منصوبہ خالق کون و مکان، مقصود قرآن، لطائف فرقان، حلاوت ایمان، فیض سبحان، نور فکر و وجدان، مشعل ایقان، علم حیات جاوداں، علم بار امانت، قوت، غیرت، طہارت، نفاست، خیر و برکت تحدیث ونعمت، اکسیر انسانیت، راز مسرت، باعث منعفت، نشان حقیقت، علم طلب ہدایت، ذہانت، ذکاوت، عزم وہمت، علم چراغ راہ رواں محبت، علم پرتو رحمت، علم ثمر حکمت، علم مرتبت منصب، کیمیائے سعادت۔

علم سراپا ادب، بردباری، تحمل، قوت عدل، قندیل عقل، علم نہی عن المنکر، علم انشراح صدر، مدبر، سکون قلب، مضطر، علم، علم مشعل راہ منزل بہ منزل ارتقاء سعادت عقبیٰ، علم تشفی ذوق، علم شوق، جستجو، علم عجز وانکساری، نیازمندی، علم ترک تکلف، علم ایفائے عہد، علم ریاضت نفس، علم مجموعہ خصائص، وصف حمید، علم زیور تہذیب، دلیل ترتیب، سلیقہ مندی، توازن عمل، لطف وکرم، علم صدف، گہر، علم وجدان، آستان علیم وخبیر پر جبہ سائی کا نام، علم پیروری سلف صالحین، علم مقصد ارفع، علم رفعت سلطانی، علم خروج بندگی، علم عرفان خودی۔

علم معاملات کی وارفتگی، باطن نیت کی سچائی، اظہار میں آراستگی، علم سبب آسائش دنیا، علم محافظ معتقدات قلب علم چشمہ فیض، علم کاشف اسرار ورموز، امر بالمعروف، علم وراثت انبیاء، علم اقتدائے رسل، علم چراغ مصطفوی ﷺ، علم نظر التفات سید الانبیاء والمرسلین ﷺ۔

حضرت انسان کو علم نے ہی ''اشرف المخلوقات'' کے لقب سے ملقب کیا۔ بلاشبہ علم سے زیادہ شرف والی کوئی صفت نہیں ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام اسی صفت عظیم سے مسجود قرار پائے اور اسی کے کمی کی وجہ سے ملائکۃ المقربین کو سجدہ ریز ہونا پڑا۔ خلافت کے منصب کا تقاضا بھی یہی تھا کہ یہ (پیکر خاکی) انسان علم سے بہرہ ور ہو، فرشتے علم نہ رکھتے تھے، ان کی نظر صرف تقدس اور تحمید پر تھی اور حضرت انسان کی جامعیت کو فرشتے نہ سمجھ سکے۔ جب کہ خالق کائنات رب کریم نے انسان کو علم سے مالا مال فرما کر ممتاز کر دیا۔ خوبی کے لئے عروج اور نزول ضروری ہے، معیشت ضروری ہے، فرشتوں کا تصور تھا کہ تسبیح وثنا کے لئے وہی کافی

ہیں۔ دنیوی' انتظامات' مادی آئین' قوانی اوران کا بہتر نفاذ ''بادشاہت'' اور ''حکمرانی'' کے لئے بہت اہم ہیں لیکن ''خلافت'' کے لئے ''علم'' نہایت ہی ضروری ہے۔ وہ علم جو ''خودآ گاہی'' اور ''خداآ گاہی'' کا حامل ہو۔ ساری مخلوق میں اللہ کا قرب صرف ''علماء'' کو ہی حاصل ہے۔ ''صاحب علم'' متقی ہوتا ہے' وہ سیات (گناہوں) سے ڈرتا ہے اور ہر اس عمل کا ارتکاب کرتا ہے جو اسے منزل بہ منزل ارتقاء کی طرف گامزن کرے۔ وہ اگر سائنسی ایجادات میں نئے نئے فارمولے تخلیق کرتا ہے تو ساتھ ساتھ اللہ کی منشاء پر بھی اس کی نظر ہوتی ہے تا کہ اس کی ایجادات کائنات کی فلاح و بہبود کے لئے کارگر ثابت ہوں نہ کہ آدم اور آدمیت کی تباہی مقصد ہے۔

﴿ علم کی کمی کی وجہ سے ہی ملائکہ المقربین کو سجدہ ریز ہونا پڑا ﴾

اللہ کریم فرماتا ہے: ''اللہ سے اس کے بندوں میں وہی ڈرتے ہیں جو علم والے ہیں''۔ جتنا علم زیادہ ہوتا ہے اتنا ہی خوبی سے ہر ایک کام کرنے کی تمنا بڑھتی ہے نہ کر سکنے پر اتنا ہی افسوس ہوتا ہے۔ اتنا ہی خوف خدا بڑھتا ہے۔ قرب کی نعمتوں کا حصول بے چین کرتا ہے۔ یہی بے چینیاں سرفرازیوں سے نوازتی ہیں۔ انسان کی عمر بہت مختصر اور علم کی کوئی حد نہیں۔ کائنات کو سنوارنے کے لئے ہر ذی روح' ذی عقل' ذی فہم نے عروس کائنات کے گیسوؤں کو سنوارنا ہے۔ علم وہی بہتر ہے جس میں عمل بہتر ہوگا بقول اقبال ؎

یہ کائنات ابھی نا تمام ہے شاید
کہ آرہی ہے دما دم صدا کن فیکون

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''صحیح معنوں میں عالم وہی ہے جو لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ کرے اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی پر انہیں جری نہ کرے۔ اللہ کے عذاب سے انہیں بےخوف نہ کردے اور قرآن کے بغیر انہیں کوئی چیز اپنی طرف راغب نہ کر سکے''۔

لیس الجمال باثواب تزینہا
ان الجمال جمال العلم و الادب

''زینت دینے والے کپڑوں کا جمال کچھ بھی نہیں ہے۔ حقیقت میں جمال علم وادب کا جمال ہے''۔

اللہ کریم نے عبادت کو بھی علم کا درجہ دیا ہے کیونکہ علم ایک ایسی قوت ہے جو کائنات کو مسخر کرتی ہے۔ علم سے دماغ کو نور حاصل ہوتا ہے۔ علم سے اسرار غیب نظر آتے ہیں اور مزید سیکھنے کی طلب' کچھ نہ کچھ کرنے کے لئے سرگرداں رکھتی ہے۔ یہی ذوق' یہی شوق' یہی جستجو' پالینے کی تمنا وآرزو ہمیں قیام وسجود میں ''علیم و خبیر'' آقا کی بارگاہ میں لے جاتی ہے۔ آقا کی مدداور رہنمائی کی طلب میں کوئی بھی صدا بےکار نہیں جاتی بلکہ رفتہ رفتہ دل میں یہ یقین پیدا ہوجاتا ہے کہ اب میری کوئی صدا بیکار نہیں جائے گی۔ میرا کوئی بھی عمل بے فیض نہیں ہوگا کیونکہ خیر کی تمام طاقتیں میری امداد پر آمادہ ہیں۔

☆ ''اے محبوب (ﷺ) انہیں کہہ دو کہ ارباب علم اور جاہل برابر نہیں ہو سکتے۔ البتہ صرف عقل مند ہی

نصیحت قبول کرتے ہیں'' (سورۃ زمر)۔اندھا اور آنکھوں والا برابر نہیں' نہ تاریکی اور روشنی' سایہ اور گرم لو' زندہ لوگ اور مردے برابر ہو سکتے ہیں (سورۃ فاطر)۔

مومن اور کافر کا جس طرح مقابلہ نہیں اسی طرح ارباب علم اور جاہل کا کوئی مقابلہ نہیں۔ایک بینا ہے (آنکھوں والا) ایک نابینا ہے۔ایک کا ظاہر و باطن نور و انوار سے روشن ہے' دوسرا تاریکیوں' اندھیروں اور جہالت میں ہے۔غلطاں و سرگرداں' ایک پر دردہ رحمت ہے اور ایک مستحق عذاب ہے' ایک کا قلب زندہ ہے اور دوسرے کا مردہ ہے۔ایک سمع قبول سے نوازا گیا اور دوسرا سمع قبول سے محروم ہے۔ بھلا دونوں برابر کیسے ہو سکتے ہیں۔

آیات بالا میں قرآن حکیم کا انداز' استفہامیہ انداز ہے۔استفہامیہ انداز اپنی بات کو دلیل سے منوانے کے بعد حاضرین و سامعین سے تصدیق کا طلب گار ہوتا ہے تا کہ شک و شبہ' گمان سے نکل کر بات ''یقین'' بن کر دل و دماغ میں راسخ ہو جائے۔عمل کی تمام تاریکیاں علم کا چراغ ہی ختم کر سکتا ہے کیونکہ اس چراغ کی روشنی اللہ کے نور سے بالواسطہ Direct موصل ہو رہتی ہیں۔''اللہ اہل ایمان کا دوست ہے وہ ان کو تاریکیوں سے نکال کر روشنی میں لے آتا ہے'' (سورۃ البقرہ)۔یعنی صفات بشریت سے نکال کر اخلاق ربوبیت تک' شک سے نکال کر یقین تک اور نفس کی سرکشیوں سے نکال کر دل کی عبودیت کی طرف مائل کرتا ہے۔نیک لوگوں کو علم و دانش کا کثیر و وافر خزانہ میسر آتا ہے۔

☆ مالک کائنات' فخر موجودات' محسن اعظم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے۔''جس پر اللہ تعالیٰ رحمت کا دروازہ کھولتا ہے اسے دین کی سمجھ دیتا ہے اور بھلائی اس کے ذہن میں القاء کرتا ہے''۔

☆ ایک اور جگہ ارشاد ہوا کہ عالم علم سے کبھی سیر نہیں ہوتا حتی کہ جنت میں پہنچ جاتا ہے۔ حاکم کائنات ﷺ فرماتے ہیں کہ ''نبوت کے مرتبہ کے بعد اہل علم اور اہل جہاد کا مرتبہ ہے''۔

اہل علم کا اس لئے کہ وہ محبوب کریم ﷺ کا پیغام مبارک لوگوں تک پہنچاتے ہیں اور مجاہدین کا اس لئے کہ وہ دین کی حفاظت بزور شمشیر کرتے ہیں۔علم کے حصول کے لئے نگاہ اور قلب کی حفاظت بہت ضروری ہے۔اس لئے کہ ''علم اللہ کا نور ہے جو گناہگار کو نہیں ملتا'' (امام وکیع)۔

☆ اہل خرد نے علم کی دو قسمیں بیان فرمائی ہیں۔علم الادیان و علم الابدان۔علم الادیان سے مراد ''دین کا علم'' ہے۔علم کی یہ قسم ہمیں یعنی عالم انسانیت کو انبیاء علیہ الصلوۃ والسلام کے وسیلہ جلیلہ سے حاصل ہوئی۔انبیاء علیہم السلام کو یہ علم بالواسطہ اللہ قادر و کریم سے حاصل ہوتا ہے جو علیم و خبیر ہے اور سمیع و بصیر بھی۔زمین کے اندر کے راز آسمانوں کے اوپر کے اسرار' زمین سے آسمان کو جانے والی اشیاء اور آسمان سے زمین کو نازل ہونے والی اشیاء' ذرہ ذرہ' قطرہ قطرہ' پیدائش کی حالت' آنکھ کی خیانت' دل کی نیت' عمل کی ابتداء اور اس کی انتہا' نتائج اور انجام سے باخبر ہے۔وسع ربی کل شئی علما ''میرا رب علم سے ہر شے کو گھیرے ہوئے ہے''۔

انبیاء علیہم السلام کا انتخاب رب کریم کی مرضی پر منحصر ہے' جسے چاہے وہ انتخاب کرے' اللہ بہتر جانتا ہے کہ کونسا دل نور نبوت کو برداشت کرسکتا ہے اور کس میں اس بار گراں اٹھانے کی ہمت ہے۔ مال و دولت' جاہ و منزلت اور کبرسنی ''نبوت'' کا معیار نہیں۔ حضرت آدم کو اگر تمام عالمین سے فوقیت اور برتری حاصل ہوئی تو اسی نبوت سے' عزت و سروری نصیب ہوئی تو اسی نبوت سے' امن اور محبت مقدر ہوئی تو اسی نبوت سے' حضرت انسان سیدھے راستہ پر گامزن ہوا تو اسی نبوت سے' اطاعت کا نور ملا تو اسی نبوت سے' آسمان کی رفعتیں سرنگوں ہوئیں تو اسی نبوت سے اور سمندر کی پنہائیاں آشکار ہوئیں تو اسی نبوت سے' حضرت انسان کے جد امجد حضرت آدم علیہ السلام کو نبوت سے جب سرفراز فرمایا گیا تو خالق کائنات نے سب سے پہلے تمام چیزوں کا علم عطا فرمایا اور جب تمام فرشتوں نے آدم علیہ السلام کی وسعت علم کا مظاہرہ دیکھا تو اپنے عجز کا اعتراف کرلیا کیونکہ کائنات کے اسرار سربستہ حضرت آدم علیہ السلام کے آگے آشکار ہو چکے تھے۔ بات بہت واضح ہے کہ علم دین کا (Source of Receipt) ذریعہ محبوب کریم ﷺ کے وجود اقدس و متبرک کا مرہون منت ہے اور انبیاء علیہم السلام بالواسطہ (Direct) علم اللہ تعالیٰ سے حاصل کررہے ہیں۔ یہ بات ذہن نشین رہے کہ محبوب کریم ﷺ کو صرف دین کا علم ہی نہیں عطا کیا گیا بلکہ تکوینی علم سے بھی مالا مال کیا گیا۔ یعنی اشیاء کا علم' ان کی خاصیات کا علم' ان کے اثرات کا علم' اور یہ علم کی دوسری قسم ہے جسے علم الابدان کہتے ہیں۔ دین کے علم میں عقل اور تجربہ کا کوئی دخل نہیں۔ جبکہ بدن کے علم میں عقل' تجربہ' مشاہدہ اور سماعت کی اشد ضرورت پڑتی ہے۔

علم اوصاف حمیدہ میں سے ہے۔ علم عطائے رب جلیل ہے۔ علم حاصل کرنے والے پر یہ لازم آتا ہے کہ وہ اپنے ہر کام میں' ہر عمل میں' بلکہ ہر سوچ میں اس ذات باری تعالیٰ کو موجود اور شاہد سمجھے اور یقین رکھے کہ اس کے ہر فعل اور عمل کو ''عطا'' کرنے والا دیکھ رہا ہے' جب یہ یقین ذہن میں راسخ ہو گیا تو پھر فخر' غرور' تکبر کیا معنی رکھتے ہیں؟ آدمی عجز و انکسار کا پیکر نظر آئے گا۔ محبت کا پیامبر نظر آئے گا اور خالق و مالک کی صفات کا مظہر دکھائی دے گا۔ تخلقو باخلاق الله ''اپنے اخلاق کو اللہ کے اخلاق سے متصف کرو''۔ اہل علم کے لئے پہلا سبق یہی ہے کہ وہ اس ''علیم'' ذات سے باخبر رہے جس نے معلومات کو پیدا کیا' پھر اسی علم اور معلومات میں وابستگی عنایت کی۔ جس نے سوچنے کے لئے دماغ' سمجھنے کے لئے دل' سننے کے لئے کان اور بولنے والی زبان عطا کی۔ دل' دماغ' کان' آنکھ' علم عطا کرنے والے خالق و مالک کے آگے جبیں سائی کرے گی۔ علیم و کبیر آقا قلب کو منور کردے گا۔

<u>علم کی فضیلت کا مقدس و مطہر زبان نبوت ﷺ سے اظہار:</u>

☆ اللہ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین کی سمجھ دے دیتا ہے (بخاری و مسلم)۔

☆ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ اے ابراہیم (علیہم السلام) میں علیم ہوں اور ہر علم والے کو دوست رکھتا ہوں۔

☆ فرشتے طالب علم سے خوش ہو کر اپنے بازو اس کے لئے بچھاتے ہیں۔

☆ جو شخص ایک راستہ پر چلے اور طلب کرے علم اللہ اس کو جنت کی راہ پر چلاتا ہے۔

☆ علم وہ خزانہ ہے جس کی کنجیاں سوال ہیں۔ پس علم کا سوال کرو' اس میں چار شخصوں کو ثواب ملتا ہے۔ اول سوال کرنے والے' دوسرے عالم کو' تیسرے سننے والے کو' چوتھا اس کو جو ان سے محبت رکھتا ہو۔

☆ جو شخص حصول علم کے لئے گھر سے نکلا وہ جب تک واپس نہ آئے راہ خدا میں رہتا ہے۔

☆ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔

☆ اگر جا کر کوئی علم کا باب سیکھے تو سو رکعتیں نوافل سے بہتر ہے۔

☆ علم سیکھو' اس کا سیکھنا خوف الٰہی' اس کی جستجو عبادت' اس کا درس دینا تسبیح' اس کی بحث کرنا جہاد' جو شخص نہ جانتا ہو اس کی تعلیم کرنا خیرات اور جو اس کا اہل ہو اس پر اس کا خرچ کرنا قرب منزلت ہے۔

☆ علم حاصل کرنا چاہے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے (بخاری و مسلم)۔

☆ کائنات میں گھڑی بھر کا تفکر سال بھر کی عبادت سے بہتر ہے۔

☆ علم حاصل کرو کیونکہ اس کی بدولت نیکی اور بدی میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اور جنت کے راستہ میں مشعل کا کام دیتا ہے۔ راحت قلبی کا سامان مہیا کرتا ہے۔ مصیبت میں ڈھارس بندھاتا ہے۔ دشمنوں کے مقابلہ میں سپر کا کام دیتا ہے اور دوستوں میں ایک خوبی اور زیور ہے۔

علم کی فضیلت سے متعلق خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کے اقوال

☆ علم مال سے بہتر ہے' علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی' علم حاکم ہے اور تو محکوم' علم خرچ کرنے سے بڑھتا ہے جبکہ مال خرچ کرنے سے گھٹتا ہے۔

☆ اے لوگو! علم کے پیچھے پڑو کہ اللہ کے پاس ایک چادر محبت ہے جو شخص باب علم کا طالب ہوتا ہے اللہ تعالیٰ وہ چادر اس پر تان دیتے ہیں (حضرت علی کرم اللہ وجہہ)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت سلمان علیہ السلام کو اختیار دیا گیا کہ علم' مال' سلطنت میں جو چاہو پسند کرو' آپ نے علم کو پسند فرمایا تو مال اور حکومت ان کو علم کے ساتھ عطا ہو گئی۔

☆ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کا تذکرہ تھوڑی سے رات میں کرنا میرے نزدیک تمام رات جاگنے سے اچھا ہے۔

☆ زبیر بن ابی بکر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ علم کے پیچھے پڑو' اس لئے کہ اگر تو مفلس ہو جائے گا تو یہ تیرا مال ہوگا اور اگر تو غنی ہوگا تو علم سے تیری زینت ہوگی۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جس شخص کی یہ تجویز ہو کہ علم کا طلب کرنا جہاد نہیں تو وہ اپنی عقل و تجویز میں ناقص ہے۔

☆ حضرت ابو درداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ عالم اور طالب علم خیر میں شریک ہیں اور دوسرے تمام

آدمی بھٹکے ہیں اور ان میں کچھ بہتری نہیں۔

☆ حضرت ابن مبارک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مجھ کو تعجب آتا ہے اس شخص پر جو علم کو طلب نہ کرے۔

دانا انسانوں کا ''علم'' کی فضیلت میں بیان

☆ مریض کو تین دن کھانا پانی نہ دیا جائے تو وہ مرجائے گا' یہی حال دل کا ہے جب اس سے تین دن علم اور حکمت کو روک دیا جاتا ہے تو وہ مرجاتا ہے (فتح موصلی رحمتہ اللہ)۔

☆ علم نر ہے اور اس کو مردوں میں وہی پسند کرتے ہیں جو مرد ہوں (زہری رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ ایک مجلس علم کی دنیا کی ستر مجلسوں کا کفارہ ہوتی ہے (عطار رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ علم کا طلب کرنا نوافل سے افضل ہے (امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ علم ایک دریائے ناپیدا کنار ہے اور معرفت اس دریا کی ایک لہر اور ندی ہے (حضرت خواجہ غریب نواز رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ جو شخص علم حاصل نہیں کرتا اور اپنی جہالت کی ہٹ پر قائم ہے وہ مشرک ہے (حضرت داتا گنج بخش رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ علم کے بغیر عمل صحیح معنی میں عمل کہلانے کا مستحق نہیں' عمل اس وقت عمل بنتا ہے جب اس کا تعلق علم سے ہوتا ہے (حضرت داتا گنج بخش رحمتہ علیہ)۔

☆ علم سے مقصود عمل' ہدایت اور حق تعالیٰ کی محبت حاصل کرنا ہے (شاہ سلیمان تونسوی رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ کسب علم میں زیادہ سے زیادہ کوشش کرنی چاہئے' عالم باعمل کی دو رکعت نماز تمام دنیائے بے علم کی عبادت سے بہتر ہے (حضرت خواجہ شمس العارفین سیالوی رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ علم فطرت کی طاقتوں پر غلبہ پاکر ان قوتوں کو عالم انسانیت کی فلاح و بہبود کے لئے کام میں لاتا ہے۔

☆ حضرت اقبال رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

خودی ہو علم سے محکم تو غیرت جبرائیل

☆ وہ چیز ذخیرہ کرنی چاہئے کہ جب کشتی ڈوبنے لگے تو وہ تیرے ساتھ تیرنے لگے' علم ذخیرہ کرنے کے قابل ہے۔ جب کشتی بدن غرقاب موت ہوتی ہے تو علم سہارا بن کر ساتھ ہوتا ہے۔

☆ علم پیغمبروں کی میراث' دولت قارون کی اور حکومت فرعون کی۔

☆ خوف الٰہی بقدر علم ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ سے بے خوفی بقدر جہالت (اقوال حکماء)۔

معلم انسانیت ﷺ کی نظر میں علماء کا مقام

☆ علماء علوم انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں۔

☆ عالم کے واسطے آسمانوں اور زمین میں جو بھی چیز ہے' مغفرت طلب کرتی ہے۔ حکمت شریف کی بزرگی زیادہ کرتی ہے۔

☆ ایک قبیلے کا مر جانا اور عالم کی بہ نسبت آسان تر ہے۔
☆ قیامت کے روز علماء کی سیاہی شہیدوں کے خون سے تولی جائے گی۔
☆ عالم زمین پر اللہ تعالیٰ کا امانت دار ہے۔
☆ عالم عابد سے افضل ہے جس طرح صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین لوگوں سے افضل ہیں۔
☆ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں کے چاند کی زیادتی ستاروں پر (ترمذی شریف)۔
☆ قیامت میں تین آدمیوں کی شفاعت قبول ہوگی۔ انبیاء کی' پھر علماء کی' پھر شہداء کی۔
☆ عالم اور عابد کے بیچ سو درجوں کا فرق ہے' ہر دو درجوں میں اتنا فاصلہ ہے جتنا کہ ستر برس میں ایک گھوڑا تیز دوڑ کر قطع کرے (راوی ابن عمر رضی اللہ عنہ)۔
☆ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء جیسے ہیں (کنز الاعمال)۔

صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین کی نظر میں علماء

☆ عالم افضل ہے' روزہ دار' شب بیدار اور جہاد کرنے والے سے (حضرت علی کرم اللہ وجہ)۔
☆ ہزار شب بیدار' روزہ دار عابدوں کا مر جانا' ایسے عالم کی موت سے کم ہے جو اللہ تعالیٰ کے حلال و حرام کا ماہر ہو (حضرت عمر رضی اللہ عنہ)۔
☆ علماء کے درجات ایمانداروں کے اوپر سات سو درجے ہوں گے' ہر درجہ میں فاصلہ پانچ سو برس کا ہو گا (ابن عباس رضی اللہ عنہ)۔
☆ کوئی چیز علم سے بڑھ کر عزت والی نہیں' بادشاہ لوگوں پر حاکم ہوتے ہیں اور علماء بادشاہوں پر حاکم ہوتے ہیں (ابو اسود رضی اللہ عنہ)۔
☆ عالموں کی سیاہی اور شہیدوں کا خون تولا جائے گا' سیاہی زیادہ ہوگی (حسن بصری رحمتہ اللہ علیہ)۔
☆ علماء ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالک بن جائیں گے اور جس عزت کی مضبوطی علم سے نہ ہو تو اس کا انجام ذلت سے ہوتا ہے (احنف رحمتہ اللہ علیہ)۔
☆ لقمان نے اپنے بیٹے کو وصیت کی کہ علماء کے پاس بیٹھ اور اپنا زانو ان کے زانو سے بھڑا' اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نور حکمت سے دلوں کو ایسا زندہ کرتا ہے جیسا کہ موسلا دھار بارش سے سرسبز کرتا ہے۔
☆ علماء کے مر جانے سے مچھلیاں' پانی میں اور پرندے ہوا میں روتے ہیں۔
☆ اگر علماء نہ ہوتے تو آدمی مثل چوپایوں کے ہوتے۔
☆ علماء زمانوں کے چراغ ہیں (اقوال حکماء)۔
☆ جس نے علم قرآن سیکھا اس کی عظمت بڑھ گئی' جس نے فقہ سیکھا اس کی قدر و منزلت میں اضافہ ہوا' جس نے علم حدیث سیکھا اس کی دلیل قوی ہوئی۔ جس نے حساب سیکھا اس کی رائے درست ہوئی۔ جس نے دیگر علوم کی نادر باتیں سیکھیں اس کی طبیعت میں گداز آیا (امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ)۔

☆ مقام نبوت کے بعد علماء سے افضل کسی کو نہیں دیکھا (ابن مبارک رحمتہ اللہ علیہ)۔

اسلامی نقطہ نظر میں حصول علم

محترم قارئین کرام! اسلام دین فطرت ہے اس میں زندگی گزارنے کے لئے زریں اصول بیان کئے گئے ہیں جو قرآن مجید میں درج ہیں۔ قرآن مجید مسلمانوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات ہے۔ اسلام نے علم و دانش کی اہمیت کی اس حد تک پرزور ہدایت کی ہے کہ ''جس نے پہچانا اپنے آپ کو اس نے پہچانا اپنے رب کو'' (حدیث پاک)۔

☆ حصول علم کیلئے رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا۔ ''علم حاصل کرو چاہے چین ہی کیوں نہ جانا پڑے''۔

☆ حکمت مومن کا کھویا ہوا سرمایہ ہے جس جگہ سے کھویا ہوا سرمایہ پایا جائے وہ دوسروں کی بہ نسبت زیادہ حقدار ہے۔ علم کا مقصد اسلام میں رضائے خداوندی کا حصول ہے اور مومن کا علم حاصل کرنا اصل میں رضائے خداوندی کے حصول کی کوشش ہے۔

قرآن مجید میں علم کا تصور بہت وسیع ہے اس میں دینی علوم کے ساتھ کائنات کے تمام علوم بھی شامل ہیں۔ بلکہ اصل علم ان سب کے مجموعے کا نام ہے چنانچہ یہ علم و حکمت رضائے خداوندی کو مدنظر رکھتے ہوئے جہاں سے ملے مسلمان پر اس کا حاصل کرنا فرض ہے۔ قرآن مجید میں ارشاد ربانی ہے کہ ''عالم جاہل برابر نہیں ہوسکتے'' (الزمر)۔

انسان کو تمام مخلوقات پر برتری حاصل ہے۔ وہ انسان کی علم حاصل کرنے کی صلاحیت ہے۔ انسان کو کائنات یں غور و فکر تحقیق و جستجو تحصیل علم کے لئے اسلام دعوت دیتا ہے۔ اسلام تو مشاہدات و تجربات کے ذریعے تسخیر کائنات کی راہ دکھاتا ہے اور قرآن مجید ہے کہ ارض و سما میں جو بھی ہے وہ انسان کے لئے مسخر کیا گیا ہے۔ علم محض نظر اور سطحی ہی نہیں ہونا چاہئے بلکہ اس میں گہرائی اور گیرائی ہو۔ کیونکہ اس کے اندر بہت بلیغ معنی پوشیدہ ہیں۔

علم عربی زبان کا لفظ ہے اور اس کا مصدر تعلیم ہے۔ علم کے معنی ہیں جاننا اور تعلیم کے معانی راہنمائی ہدایت نگہداشت اور پرورش کے ہیں۔ انگریزی زبان میں اسے ایجوکیشن Education کے لفظ سے پکارتے ہیں جو کہ ایک لاطینی لفظ سے ماخذ ہے۔ جس کے معنی پالنا' پرورش کرنا' تربیت دینا' نگہداشت کرنا' راہنمائی کرنا' ہدایت دینا یا ہدایت کرنا ہے۔ ہمارے معاشرے میں بہت سے امراض لاحق ہیں۔ غربت' بھوک' بیماری' بے روزگاری' جرائم' لاقانونیت' بدامنی' انتشار اور سیاسی عدم استحکام وغیرہ۔

آزادی کے پچاس سال گزرنے کے بعد بھی ہم آج ان امراض جیسے ابتدائی اور بنیادی نوعیت کے مسائل میں گرفتار ہیں جبکہ وہ ممالک جن کا شمار آج ترقی یافتہ ممالک میں ہوتا ہے کیا ان ممالک کو ''آلہ دین کا چراغ'' مل گیا ہے جس نے آناً فاناً انہیں ترقی کی راہ پر گامزن کر دیا ہے۔ نہیں یقیناً انہیں کوئی نصب العین مل گیا ہے اور وہی بنیادی نصب العین ہے ''تعلیم''۔

اسلام علم تحصیل علم پر اسی لئے زور دیتا ہے کہ مسلمانوں کا دست سوال غیروں کے دست نگر نہ ہو اور وہ ان پر مسلط رہیں۔ اسلام مسلمان کی اقتصادی وسیاسی اور معاشرتی آزادی کا خواہاں ہے کہ مسلمان تمام دنیا میں اقتداء و وقار اور بلند حیثیت کے حامل ہو سکیں۔

علم قرآن مجید کی روشنی میں

☆ اور تم کو وہ باتیں سکھادی ہیں جو تم کو پہلے معلوم نہ تھیں (سورۃ نساء)۔

☆ انسان کی سب سے بڑی خصوصیت یہ ہے کہ اس کو علم سے بہرہ ور کیا گیا۔

☆ رحمٰن نے قرآن مجید کی تعلیم دی اس نے انسان پیدا فرمایا اور اس کو گویائی سکھائی (سورۃ رحمٰن)۔

☆ ہم ان مثالوں کو لوگوں کے لئے بیان کرتے ہیں اور ان مثالوں کو پس علم والے ہی سمجھتے ہیں (سورۃ عنکبوۃ)۔

☆ کہہ دیجئے میرے اور تمہارے درمیان گواہ اللہ تعالیٰ ہے اور وہ جس کے پاس کتاب کا علم۔

☆ الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان مالم یعلم ۔ ''(وہی اللہ ہے) جس نے قلم کے ذریعے سکھایا انسان کو وہ علم دیا جو وہ جانتا نہ تھا'' (سورۃ العلق)۔

☆ حضرت آدم علیہ السلام کے خلافت ارضی کے استحقاق کا سبب علم میں فرشتوں پر فوقیت تھی۔ ارشاد ربانی ہے ''اور جب تیرے پروردگار نے فرشتوں سے فرمایا کہ میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو انہوں نے کہا کہ کیا تو اسے خلیفہ بنائے گا جو زمین میں فساد پھیلائے گا اور خون بہائے گا حالانکہ ہم تیری حمد کے ساتھ تسبیح کرتے ہیں اور تیری پاکی بیان کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے نام سکھا دیئے پھر انہیں فرشتوں پر پیش کیا۔ پھر فرمایا اگر تم سچے ہو تو ان چیزوں کے نام بتاؤ' انہوں نے کہا کہ تو پاک ہے ہم تو وہی چیزیں جانتے ہیں جو تو نے ہمیں سکھائیں۔ بے شک تو ہی علم و حکمت والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو فرمایا۔ اے آدم! ان کو ان چیزوں کے نام بتادے۔ جب آدم علیہ السلام نے ان چیزوں کے نام بتائے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا الم اقل لکم کہ میں آسمانوں اور زمینوں کے مخفی امور جانتا ہوں' اور جانتا ہوں جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو۔

☆ یوتی الحکمۃ من یشاء ومن یوتی الحکمۃ فقداوتی خیر کثیرا ومایذکر الااوالباب ''وہ اللہ جس کو چاہتا ہے دانائی بخشتا ہے اور جس کو دانائی ملی بیشک اس کو بڑی نعمت ملی اور نعمت وہی لوگ قبول کر سکتے ہیں جو عقل مند ہیں'' (سورۃ البقرہ)۔

☆ یرفع الذین منو امنکم والذین اوتو العلم ''بلند مدارج عطا کرتے ہیں ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور جنہیں علم دیا گیا''۔

☆ قرآن مجید میں ایک طرف افلان ینظرون کا درس دے کر مشاہدے اور تجربے کی تاکید فرمائی'

دوسری طرف افلا یتفکرون کہہ کر غور وفکر کی تلقین کی ہے۔

☆ وسخرلکم مافی السموت وما فی الارض جمیعا منه د ان فی ذالك لایت القوم یتفکرون (سورۃ الجاثیہ) ''تمہارے لئے تمام اشیاء کو مسخر کر دیا گیا جو آسمانوں اور زمین میں ہے بے شک ان میں سے ان لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں جو غور وفکر کرتے ہیں۔

☆ کتاب انزلنه الیك لتحرج الناس من الظلمت الی النور باذن لهم (سورۃ ابراہیم)۔

☆ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا۔ طلب العلم فریضته علی کل مسلم ''علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے''۔

☆ وہ لوگ جو علم حاصل کرتے ہیں وہ مرتے نہیں۔

☆ عالم زمین پر اللہ قادر و کریم کا امین ہے۔

☆ ماں کی گود سے قبر تک علم حاصل کرتے رہو۔

☆ جو عالم کی قدر کرتا ہے وہ میری قدر کرتا ہے۔

☆ عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ قابل ستائش ہے۔

☆ طالب علم کے پاؤں تلے از راہ خوشنودی فرشتے اپنے پر بچھاتے ہیں۔

☆ قیامت کے روز علماء کی روشنائی کے قدر و منزلت وہی ہوگی جو خون شہدا کی ہے۔

☆ قیامت کے روز تین قسم کے حضرات کو شفاعت کا حق ہوگا۔ انبیاءؑ علماء اور شہدا کو۔

☆ عالم کی باتیں سننا اور دلنشین کرنا ایک سو غلاموں کو آزاد کرنے سے بہتر ہے۔

☆ خالق دو عالم کی صناعی پر غور و خوض کرنا ستر سال کی عبادت سے بہتر ہے۔

☆ علم حاصل کرنا چاہے تمہیں چین ہی کیوں نہ جانا پڑے۔

☆ میں معلم بنا کر بھیجا گیا ہوں۔

☆ علم حاصل کرو اس کی مدد سے حق اور باطن میں تمیز کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے۔ علم جنت کے رستوں کو روشن کرتا ہے۔ جب ہمارا کوئی دوست نہیں ہوتا تو وہ ہمارا ساتھ دیتا ہے۔ وہ مصیبت کے وقت ہماری ڈھارس بندھاتا ہے۔ دشمنوں کے مقابلے میں ہتھیار کا کام دیتا ہے اور دوستوں کے مابین زینت ہے۔ اس کی بدولت اللہ تعالیٰ قوموں کو بلند مقام عطا فرماتے ہیں اور ان کو نیک مشاغل کی طرف راہبری کا منصب سپرد کرتا ہے۔

یہاں تک کہ ان کی پیروی اور ان کے اعمال کی نقل کی جاتی ہے۔ ان کی رائے کو تسلیم کیا جاتا ہے اور ان کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے۔

علم مورخین کی نظر میں

☆ علم اور انسانیت لازم وملزوم ہیں۔
☆ علم اور عمل کی راہ ایمان کی روشنی سے منور رہنی ضروری ہے۔
☆ علم آدمیت کا احترام اور عظمت کی بحالی کا وسیلہ ہے۔
☆ علم کے وسیلے سے انسانوں کی طبقاتی تقسیم انسان کی انسان پر حکمرانی۔
☆ علم کا سرچشمہ ذات باری تعالیٰ ہے۔
☆ دل کی روشنی کا علم جوہر ہے۔
☆ "To seek the truth and to deliver the truth" سقراط نے کہا کہ سچائی کو دریافت کرنے اور اسے آگے پہچانے کا نام علم ہے۔
☆ تعلیم انسان کی فطری ضرورت ہے۔
☆ تعلیم زندگی ہے اور زندگی تعلیم۔
☆ زندگی کے بلند اصولوں پر عمل کرنے کا نام تعلیم ہے (فروبل)۔
☆ قدرت کی طرف سے دل و دماغ میں رکھی ہوئی خوبیوں کو جاننا اور انہیں عمل کی راہ پر لگانا تعلیم ہے۔
☆ علم سے بندہ اللہ کو پہچانتا ہے۔علم طاقت ہے۔اس سے روح کو پاکیزگی ملتی ہے (امام غزالی)۔
☆ علم جوابات' مشاہدات اور نظریات کا مجموعہ ہے' جومہد سے لحد تک چلتا ہے۔
☆ سابقہ تجربات میں تعمیر نو کے مسلسل عمل کا نام تعلیم ہے (جان ڈیوی)۔
☆ تعلیم قدرتی ماحول میں فرد کی شخصیت اور انفرادیت کی نشوونما کرتی ہے (رسو)۔
☆ تعلیم انسان کی پوشیدہ قوتوں کو اجاگر کرنے کی تدریجی کوشش کا نام ہے (پٹسانوری)۔حالی نے فرمایا۔

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی
نہ ہو جس کو خیال اپنی حالت کے بدلنے کا

☆ تعلیم وہ عمل ہے جس سے منضبوط دماغ مضبوط جسم میں پرورش پاتا ہے (ارسطو)۔
☆ تعلیم ضروری ہے جو انسان کے اخلاقی' سماجی اور روحانی ترقی میں مدد دیتی ہے (افلاطون)۔
☆ انسانی اور اسلامی نقطہ نظر سے علم وتعلیم کی اہمیت ایک مسلمہ امر ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے نسل انسانی کے جد بزرگوار حضرت آدم علیہ السلام کو بنایا اور زندگی بخشی اور پھر سب سے پہلے انہیں علم کی دولت بے کراں سے سرفراز فرمایا کیونکہ اگر ان کی زندگی کو جانچا جائے تو ان میں امتیازی خوبیاں نظر آتی ہیں۔ان میں علم، تعلیم سب سے بڑھ کر ہے۔

کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کا دنیا میں تشریف لانے کا مقصد ہی توحید کا پرچار ہے۔بالخصوص محبوب کریم ﷺ کی حیات مبارکہ میں تعلیم تدریس کے سلسلے میں انہاک اور جدوجہد نظر آتی ہے۔علم اور قلم کی

اہمیت کا اندازہ اس بات سے ہی ہوتا ہے کہ دین کی ابتدا اور قرآن کی پہلی آیت اور پہلی وحی میں ہی اس کے متعلق ارشاد ہے۔

﴿ معلم انسانیت کا طرز تعلیم و تربیت ﴾

اللہ تعالیٰ خود اپنے پیارے محبوب حضور نبی کریم ﷺ کے مربی و معلم تھے۔ اس لئے آپ ﷺ کی جملہ صفات میں سے ایک نمایاں صفت آپ کا معلم ہونا ہے۔ جس ذات باری تعالیٰ نے آپ ﷺ کو تمام مخلوق سے بڑھکر حسن و جمال کا پیکر اتم بنایا اسی ذات کریمانہ نے اپنے محبوب کی تعلیم و تربیت اس نہج پر کی کہ معیار تعلیم نے بھی آپ ﷺ کی طرز تعلیم و تربیت سے خیرات پائی اور جس شخص نے بھی آپ ﷺ کے طرز عمل کو اپنایا وہی زمانے کا بہترین معلم و مربی قرار پایا۔

اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کے منصب معلمیت کو قرآن حکیم میں یوں بیان کیا ہے۔ یتلوا علیھم آیات ویزکیھم ویعلمھم الکتاب والحکمة "وہ (معلم کائنات ﷺ) ان (صحابہ کرام) پر قرآن کریم کی آیات تلاوت کرتے ہیں اور ان کا تزکیہ قلب فرماتے ہیں اور ان کو کتاب وحکمت کی تعلیم دیتے ہیں" (سورۃ آل عمران)۔

معلم کائنات ﷺ نے تعلیم و تربیت دینے کے لئے مختلف انداز اپنائے اور حالات و واقعات و سامع کا ذہنی سطح و مقامی زبان و بولی کا خاص خیال رکھا تاکہ پیغام کا ابلاغ موثر طریقے سے ہو سکے۔ جن کا تذکرہ ذیل میں کیا جاتا ہے۔

<u>سوال و جواب کے ذریعے تعلیم و تربیت:</u>

☆ رحمت دو جہاں ﷺ اپنے پیروکاروں کو اکثر سوال و جواب کے ذریعے تعلیم و تربیت دیتے تھے۔ مثال کے طور پر حضرت نواس بن سمعان الانصاری سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے نیکی و گناہ کے بارے سوال کیا تو فرمایا۔ نیکی حسن خلق کو کہتے ہیں اور گناہ یہ ہے جو تیرے سینے میں کھٹکے اور تجھے یہ پسند نہ ہو کہ لوگوں کو اس کا علم ہو (مسلم)۔

☆ جان کائنات ﷺ خود بھی صحابہ کرام سے سوال کرتے تاکہ ان کی ذہنی و تحقیقی صلاحیتیں اجاگر ہوں اور وہ کسی معاملے کو حل کرنے کے لئے سوچ و بچار کر سکیں' دوسرا مقصد یہ ہوتا کہ ان کے ذہنوں میں ان مطالب و معانی کے لئے شوق اور توجہ پیدا ہو۔

☆ ایک دفعہ محبوب کریم ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ سے سوال کیا۔ کیا تمہیں امر کے سر' عمود اور اس کے کوہان کی چوٹی کے بارے میں آگاہ نہ کروں؟ معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کیوں نہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا۔ راس الامر اسلام ہے۔ اس کا عمود نماز ہے اور اس کے کوہان کی چوٹی جہاد ہے (ترمذی)۔

☆ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رحمت کائنات ﷺ نے صحابہ سے مخاطب ہو کر پوچھا

بتاؤ وہ کونسا درخت ہے جس کے پتے نہیں گرتے اور وہ مومن کی مثل ہے؟ لوگوں کے ذہن صحرا کے درختوں کی طرف گئے۔ عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میرے دل میں کھجور کے درخت کا خیال آیا مگر میں جھجک گیا۔ پھر صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہمیں بتائیں کہ وہ کونسا درخت ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ کھجور کا درخت ہے۔

محبوب کریم ﷺ کا سوالاً جواباً تعلیم و تربیت دینے کا ایک انداز یہ بھی تھا کہ طالب علم لگا تار سوال کرے اور آپ ﷺ اس کا جواب دیں۔ حدیث جبریل اس انداز تعلیم و تربیت کی بہتر مثال ہے۔ روایت میں آتا ہے کہ ایک نوجوان طالب علم بارگاہ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوتا ہے۔ آپ ﷺ کی مجلس میں صحابہ کرام بھی تشریف فرما ہیں۔ راحت جاں ﷺ سے دین کے بارے میں سوالات کرتا ہے اور آپ ﷺ اس کے جوابات مرحمت فرماتے ہیں۔ حدیث پاک ملاحظہ فرمائیے۔

س: ایمان کیا ہے؟

ج: آپ ﷺ نے فرمایا تم ایمان لاؤ اللہ پر اس کے فرشتوں پر اس کی ملاقات پر اس کے سوالوں پر اور قیامت کے دن جی اٹھنے پر۔

س: عرض کیا اسلام کیا ہے؟

ج: فرمایا! اسلام یہ ہے کہ تو اللہ کی عبادت کرنے کے ساتھ کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ ٹھہرائے۔ نماز قائم کرے، فرض زکوۃ ادا کرے اور رمضان کے روزے رکھے۔

س: عرض کیا احسان کیا ہے؟

ج: تم اللہ کی عبادت اس طرح بجالاؤ کہ گویا تم اسے دیکھ رہے ہو اور اگر تم اسے دیکھ نہیں سکتے تو یہ خیال کرلو کہ وہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

س: عرض کیا قیامت کب قائم ہوگی؟

ج: فرمایا سوال کرنے والا مسوؤل سے زیادہ نہیں جانتا ہے۔ فرمایا میں تجھے قیامت کی نشانیاں بتائے دیتا ہوں۔ جب باندی اپنی مالکہ کو جنے اور تم دیکھو ایسے لوگوں کو جو ننگے پاؤں والے، ننگے بدن والے غریب اور امانت چرانے والے ایک دوسرے سے بڑھ چڑھ کر اونچی اونچی عمارتیں بنانے لگیں (بخاری، مسلم)۔

<u>عمل و کردار کے ذریعے تعلیم و تربیت:</u>

دین اسلام میں عمل پر بہت زیادہ زور دیا جاتا ہے۔ خصوصاً اسلام کے نظام عبادات کا انحصار اور دارومدار عمل پر ہے، عمل نہیں تو عبادت نہیں لہذا عبادت کے تعلیماتی پہلو کو آپ ﷺ نے عمل و کردار کے ذریعے صحابہ کرام کے سامنے پیش کیا۔ جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حضور نبی کریم ﷺ کو عملی عبادت کرتے دیکھتے تو وہ بھی بعینہ ویسا ہی عمل کرتے۔ اس طرح جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عملیت کے پہلو سے سنت

رسول ﷺ سیکھتے وہاں اس عمل کو بمطابق سنت ادا بھی کرتے۔ چنانچہ جب نماز فرض کی گئی تو قرآن نے تو صرف الیموم الصلوۃ کا حکم ارشاد فرمایا۔ اب مسئلہ نماز کو پریکٹیکل ادا کرنے کا تھا۔ صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ ہم نماز کس طرح ادا کریں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ صلوا کما رایتمونی اصلی تم جس طرح مجھے نماز پڑھتا دیکھتے ہو اس طرح نماز ادا کرو (ابن حیان)۔

اسی طرح جب حج کی فرضیت کی وحی نازل ہوئی تو اس مین حج کی ادائیگی کے طور طریقے بیان نہیں کئے گئے تھے۔ لہذا حج کی ادائیگی کے احکام اور تفصیلات محبوب کریم ﷺ نے عملاً حج کر کے بتائیں اور فرمایا خلوا اعنی مناسککم تم مجھ سے حج کے احکام سیکھ لو۔ چنانچہ آپ ﷺ اپنی اونٹنی پر بیٹھ کر جس طرح حج ادا فرما رہے تھے صحابہ کرام آپ ﷺ کو دیکھ دیکھ کر حج کے احکام بجالا رہے تھے۔

سمعی و بصری معاونات کے ذریعے تعلیم وتربیت :

محسن انسانیت ﷺ نے اپنے صحابہ کرام کے لئے سمعی و بصری معاونات (تختہ سیاہ، چاک، نقشہ جات، تصاویر) کے ذریعے تعلیم و تربیت کا طریقہ اختیار فرمایا تاکہ علم کا ابلاغ موثر انداز میں ہو سکے۔ اس ضمن میں روایات ملاحظہ فرمائیں۔

☆ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک دن نبی کریم ﷺ نے زمین پر ایک مربع خط کھینچا پھر اس مربع خط کے درمیان میں ایک اور خط کھینچا اور وہ مربع خط سے گزرتا ہوا باہر چلا گیا پھر اس درمیانے خط کے دونوں جانب چھوٹے چھوٹے خطوط کھینچے سب صحابہ کرام توجہ سے یہ نقشہ دیکھ رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جانتے ہو یہ کیا ہے؟ سب نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول بہتر جانتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا یہ درمیانہ خط انسان کی مثال ہے اور اس کے دائیں بائیں چھوٹے چھوٹے خطوط وہ عوارض ہیں جو انسان کی زندگی میں پیش آتے ہیں اگر ایک سے چھوٹ گیا تو دوسرا پکڑ لیتا ہے جو مربع خط ہے یہ انسان کی اصل ہے اور یہ جو خط اس سے باہر جا رہا ہے وہ انسان کی امیدیں اور آرزوؤں کا ہے (بخاری)۔

ایک حدیث حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ کہتے ہیں محسن انسانیت ﷺ بازار سے گزر رہے تھے اور لوگ آپ ﷺ کے دونوں جانب موجود تھے' آپ ﷺ بکری کے ایک چھوٹے کانوں والے مردہ بچے کے پاس سے گزرے۔ آپ ﷺ نے اسے کان سے پکڑ کر اٹھایا اور فرمایا تم میں سے کون ایک درہم میں اسے خریدے گا؟ لوگوں نے عرض کیا ہم نہیں چاہتے کہ اس کی قیمت دیں۔ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تمہیں یہ پسند ہے کہ تمہیں بلا قیمت دے دیا جائے۔ لوگوں نے عرض کیا خدا کی قسم اگر یہ زندہ ہوتا تو بھی اس میں یہ عیب ہے کہ اس کے کان چھوٹے ہیں اور اب تو یہ مردہ بھی ہے اس پر آپ ﷺ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! دنیا اللہ کی نظر میں اس سے کہیں زیادہ حقیر ہے جس قدر یہ بکری کا بچہ تمہاری نظر میں۔

غور فرمائیے کہ کس طرح محبوب کریم ﷺ نے بکری کے ایک مردہ عیب دار بچے کو دنیا کی قدر و قیمت

سمجھانے کے سلسلہ میں بطور سمعی و بصری معاونات کے استعمال کیا۔ جس سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم حقیقت دنیا آسانی سے سمجھ گئے۔ ایک حدیث پاک میں حاکم کائنات ﷺ نے فرمایا اگر ایک شخص کے دروازے پر ایک نہر بہہ رہی ہو اور وہ اس میں پانچ مرتبہ ایک دن میں غسل کرتا ہو تو کیا اس پر کوئی میل کچیل رہ جائے گی۔ صحابہ کرام نے عرض کی نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا پس پانچ وقت کی نمازوں کی یہی مثال ہے کہ اللہ تعالیٰ نمازوں سے اس بندے کی خطائیں مٹا دیتا ہے۔ اس حدیث مبارکہ میں محبوب کریم ﷺ نے ایک نہر کا ذکر کر کے کتنے پیارے انداز میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بصری طور پر حقیقت نماز سمجھا دی۔

علمی تکرار کے ذریعے تعلیم و تربیت :

تکرار کا طریقہ تدریس اکثر مدارس میں رائج ہے کہ جب ایک مدرس طلبہ کو سبق پڑھا دیتا ہے تو طلباء اسے ذہن نشین کر لینے کے لئے گروپوں کی شکل میں بیٹھ جاتے ہیں اور بار بار اس کی دہرائی کرتے ہیں۔ اس طرح پڑھائے گئے اسباق اچھی طرح ذہن نشین ہو جاتے ہیں۔ رحمت دو جہاں ﷺ نے تکرار کا طریقہ تدریس بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو عطا فرمایا تھا۔ آقا نامدار ﷺ جبرائیل امین کے ساتھ رمضان المبارک میں قرآن حکیم کا ایک دفعہ دور کیا کرتے اور اسی عمل کو صحابہ کرام نے بھی اپنایا۔

محبوب کریم ﷺ جب اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درس دیتے بعض صحابہ اسے زبانی یاد کر لیتے اور بعض پہلے اسے لکھ لیتے اور بعد میں یاد کر لیتے۔ آپ ﷺ جب مجلس سے تشریف لے جاتے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپس میں مل بیٹھ کر علمی تکرار کرتے۔

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم راحت جاں ﷺ کی مجلس میں کبھی ساٹھ ساٹھ کی تعداد میں ہوتے۔ آپ ﷺ ہمیں علم سکھاتے اور تشریف لے جاتے اور پھر ہم آپس میں اس عمل کا تکرار کرتے۔ ہر ایک سب کے سامنے اسے دھراتا اور جب ہم مجلس سے اٹھتے تو وہ علم ہمارے دلوں میں محفوظ اور پکا ہو چکا ہوتا۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم علمی تکرار اتنے شفقت سے کرتے کہ کبھی تو ساری ساری رات اس میں گزار دیتے تھے۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک دفعہ میں عشاء کے بعد حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے پاس گیا انہوں نے فرمایا ابو موسیٰ اس وقت کیسے آنا ہوا؟ میں نے عرض کیا۔ فقہ کا مذاکرہ کرنے آیا ہوں۔ فرماتے ہیں کہ ہم رات دیر تک مذاکرہ کرتے رہے۔ جب سحدہ کا وقت ہوا ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کچھ نماز پڑھ لیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں نماز میں ہی مشغول ہوں پھر ہم مذاکرہ میں مشغول ہو گئے یہاں تک کہ فجر قریب ہو گئی (ابن حجر عسقلانی، فتح الباری)۔

ضرب المثال کے لئے ذریعے تعلیم و تربیت:

محبوب کریم ﷺ کسی معنوی اور غیر محسوس حقیقت کو سمجھانے کے لئے ضرب الامثال کے ذریعے ایک حسی مثال بیان فرماتے اور اس پر معنوی حقیقت کو قیاس فرماتے تا کہ صحابہ کرام کے اذہان اس کی آسانی

سے تفہیم کر سکیں۔ حدیث پاک میں آتا ہے۔ آپ ﷺ نے اچھے اور برے ساتھی کے اثرات کو بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ اچھے ہم نشین اور برے ہم نشین کی مثال ایسی ہے جیسے مشک بیچنے والے اور بھٹیارہ کی دوستی۔ مشک بیچنے والا یا تو تمہیں مشک پیش کرے گا یا تم خود اس سے مشک خریدو گے یا (کم از کم) اس کے پاس سے خوشبو سونگھو گے اور بھٹیارہ یا تو تمہارے کپڑے جلا دے گا یا (کم از کم) اس سے تم بدبو سونگھو گے (ابن حبان)۔ اس مفہوم کو شیخ سعدی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شعر میں یوں بیان کیا ہے۔

صحبت صالح ترا صالح کند
صحبت طالح ترا طالح کند

اشارہ و کنایہ کے ذریعے تعلیم و تربیت :

بعض اوقات کسی بات کو سمجھانا مقصود ہوتا لیکن اس کے لئے مخصوص الفاظ بیان کرنے میں کراہت ہوتی تو رحمت دو جہاں ﷺ اشارہ و کنایہ کے ذریعے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو وہ بات سمجھاتے تا کہ مقصد بھی حاصل ہو اور مکروہ الفاظ کے بیان سے بھی بچا جا سکے۔ اس کی کچھ مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ جو مجھے اپنے دونوں جبڑوں کے درمیان کی چیز اور دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کی ضمانت دے دے میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں (بخاری)۔ غور فرمائیں کہ بہترین انداز سے آپ ﷺ نے فرج کو دونوں ٹانگوں کے درمیان کی چیز کے ساتھ تعبیر فرمایا۔

اشارہ و کنایہ کے ذریعے تعلیم و تربیت دینے کے ضمن میں رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا' سات اشخاص ایسے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ اس روز عرش کے سایہ میں جگہ دے گا جبکہ جس دن اس کے سایہ کے سوا کوئی سایہ نہ ہوگا اور ان سات میں سے ایک وہ ہوگا جسے کسی خوبصورت اور صاحب منصب عورت نے دعوت دی مگر اس نے کہا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں (بیہقی اشعت الایمان)۔

کنایہ اور اشارہ کرتے ہوئے یہ فرمایا کہ اس نے اسے دعوت دی اور مطلب سامع پر روز روشن کی طرح عیاں ہو گیا۔ حدیث میں مذکور ہے کہ ایک عورت کو اس کے دوسرے خاوند نے طلاق دے دی لیکن اس کے ساتھ خلوت صحیحہ اختیار نہ کی' تو وہ آپ کے پاس آئی اور عرض کی کیا اب وہ پہلے شوہر پر حلال ہو سکتی ہے۔ آپ ﷺ نے اسے ارشاد فرمایا نہیں تاوقتیکہ تم اس کی لذت کو اور وہ تمہاری لذت کو چکھ نہ لے (بخاری)۔ اس حدیث میں تفکر و تدبر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ نے بڑی نفاست کے ساتھ مکمل جماع کے لئے لذت چکھنے کا کنایہ استعمال کیا۔

سچے قصص کے ذریعے تعلیم و تربیت:

محمد علوی مالکی اپنی مشہور کتاب انسان کامل میں لکھتے ہیں کہ حضور سرور کونین سید الثقلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ ﷺ امت کی تربیت مین ایک سے ایک بہتر طریق اور موثر انداز استعمال فرماتے اور انہی طریقوں

میں سے ایک طریقہ یہ تھا کہ آپ ﷺ کوئی قصہ سناتے اور اس کے ذریعے اسلام کے اساسی فکر اور دیگر مسائل کو واضح کرتے۔ آپ ﷺ اس طریق سے لوگوں کو ایمان باللہ، توحید، صبر، صدق، فضیلت توبہ، توکل اور رضا جیسے بلند مضامین کو واقعات کی روشنی میں بیان فرمائے اور ان کے حوالے سے یہ جہاں بیان فرمائے کہ کس طرح سابقہ امتوں میں سے نبیوں کو اللہ کی راہ میں ایذا دی جاتی تھی پھر ان کے وسیلے سے لوگوں کے ساتھ معاملات والدین کے ساتھ احسان و صلہ رحمی اور کمزوروں کی خبر گیری پر لوگوں کو ابھارتے۔ آپ ﷺ جو بھی قصہ سناتے وہ سچ پر مبنی ہوتا اور سچے لوگوں کے بارے میں ہوتا کیونکہ بیان کرنے والا ہی صادق و مصدوق ہوتا۔ جو اپنی طرف سے کچھ نہ کہتا جو کہتا وحی الٰہی ہوتی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا فقط تین شخص ایسے گزرے ہیں جنہوں نے ماں کی گود میں گفتگو کی۔ ایک عیسیٰ علیہ السلام دوسرا وہ بچہ جس نے جریج نامی راہب کی صفائی پیش کی اور تیسرا وہ بچہ جو ماں کی گود میں گویا ہو جاتا تھا۔ مذکورہ بالا حدیث میں جن تین اشخاص کو ذکر کیا گیا ہے۔ حضور نبی کریم ﷺ نے ان کے بارے اپنی احادیث میں قصص بیان کئے ہیں جو یہاں مضمون کی طوالت کے خوف سے بیان نہیں کئے جا رہے ہیں۔

آپ ﷺ اپنی تعلیمات کو لوگوں کے قلوب و اذھان پر نقش کرنے کے لئے عام فہم اور سادہ طریقہ اختیار فرماتے اور جب بھی کوئی بات فرماتے، اسے تین بار دہراتے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کی تعلیم کے سلسلہ میں آپ کا وہی انداز اور طریقہ تھا۔ خالق کائنات کا طریقہ ہے آپ ﷺ یک بارگی اوامرو نواہی کے احکام صادر نہیں فرماتے تھے بلکہ ایک ایک کر کے اور وقفے وقفے کے ساتھ تاکہ سامعین اکتاہٹ محسوس نہ کریں (محمد بن مالکی "انسان کامل")

ایک دفعہ محبوب کریم ﷺ قبیلہ اشعر کے لوگوں سے مخاطب تھے تو آپ ﷺ نے ان کا لہجہ اور بولی اپنائی تاکہ سامعین اپنی زبان میں بات آسانی سے ذہن نشین کر سکیں۔ اشعریوں کا طریقہ یہ تھا کہ وہ لام کو میم سے بدل کر پڑھتے۔ لہذا حضور علیہ السلام نے بھی انہی کا لہجہ اپنایا جیسا کہ آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ لیس من امبر المصیام فی امسفر یعنی جہاں لام تھا وہاں میم بولے اصل کلام یوں بولا جاتا تھا۔ لیس من البر الصیام فی السفر۔

اگر آج امت مسلمہ پھر سے ترقی و عروج کی منازل طے کرنا چاہتی ہے اور اس کی خواہش ہے کہ جس طرح اس کی عظمت رفتہ کا ایک عالم معترف ہے اسی طرح آج بھی وہ امم عالم میں خیر امت قرار پائے تو اسے محبوب کریم ﷺ کی تعلیمات کے مطابق عمل کرنے کے ساتھ ساتھ آپ ﷺ کے بتائے ہوئے انداز تعلیم و تربیت بھی اختیار کرنا ہوں گے۔

اسلام واحد دین ہے جس نے سب سے پہلے معلم کو بلند مقام عطا کیا

اللہ تعالیٰ نے اس کائنات میں صرف انسان کو ضمیر اور نفس کی قوتیں عطا فرما کر یہ اختیار دے دیا ہے

کہ وہ نیکی اور بدی میں فرق کرے۔ آخرت میں انسان جزاء سزا کا مستحق ہے۔ لہٰذا ابتدائی عمر سے ہی اس کی تعلیم و تربیت لازمی ہو جاتی ہے۔ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو تعلیم و تربیت پر سب سے زیادہ زور دیتا ہے۔ دنیا کے ہر نظام تعلیم میں اساتذہ کا کردار مرکزی حیثیت رکھتا ہے' اُس وقت تک تعلیمی مقاصد بے معنی اور تعلیمی سرگرمیاں سعی لا حاصل ہیں' جب تک معلم ان میں اپنی شخصیت کے سحر سے جان نہیں ڈالتا۔ اس کے بغیر وسیع و عریض عمارات' جامع نصاب تعلیم' قدیم و جدید طریقہ ہائے تدریس' تجربہ گاہیں اور قیمتی سمعی و بصری اعانتیں بے کار ہیں۔ معلم تعلیم کو با معنی اور با مقصد بناتا ہے وہ بچوں کی پوشیدہ صلاحیتوں کو اجاگر کر کے ان کی نشوونما کرتا ہے۔ اسلام وہ واحد دین ہے جس نے پہلے معلم کو بلند مقام عطا کیا۔ اسلام میں معلم (استاد) کا درجہ بہت بلند ہے۔ اسلام نے معلم کو جو مقام عطا کیا ہے وہ کسی اور مذہب میں نہیں دیا گیا۔

☆ رحمت دو جہاں ﷺ کا ارشاد گرامی ہے جس کا مفہوم کچھ یوں ہے۔ ''تمہارے تین باپ (سرپرست) ہیں ایک وہ جس کے گھر تم پیدا ہوئے' دوسرا وہ جس نے اپنی بیٹی تمہارے نکاح میں دی اور تیسرا استاد جس نے تمہیں علم آگہی عطا کی''۔

سنن بیہقی میں آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے۔ ''استاد فیاض ہے' قیامت کے دن وہ اپنے شاگردوں کے ساتھ امت کی صورت میں آئے گا''۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں کئی بار محبوب کائنات ﷺ کے عظیم منصب کا بحیثیت معلم ذکر فرمایا ہے' اگر ہم سورۃ البقرہ اور سورۃ آل عمران کا مطالعہ کریں اور اس پر غور کریں تو اندازہ ہوگا کہ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسمٰعیل علیہ السلام خانہ کعبہ کی تعمیر کر رہے تھے تو یہ دعا فرما رہے تھے کہ ''پروردگار میری امت میں سے ایک رسول پیدا فرما جو لوگوں کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے''۔

قرآن مجید میں ارشاد ہے۔ ''جس طرح ہم نے تمہارے درمیان خود تم میں سے ایک رسول بھیجا جو تمہیں ہماری آیتیں سناتا ہے' تمہاری زندگیوں کو سنوارتا ہے' تمہیں کتاب و حکمت کی تعلیم دیتا ہے اور تمہیں وہ باتیں سکھاتا ہے جو تم نہ جانتے تھے''۔ اللہ تعالیٰ نے محبوب کریم ﷺ کو ساری دنیا کیلئے معلم بنا کر بھیجا۔

☆ محبوب کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا۔ ''بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے''۔

☆ راحت جاں ﷺ نے معلم کو ایسی زرخیز زمین سے تعبیر دی ہے جو کہ خود سیراب ہوتی ہے اور دوسروں کو فائدہ پہنچاتی ہے۔ براہ راست یا بالواسطہ دوسروں کی مدد کے بغیر حصول علم ممکن ہی نہیں۔ ارشاد ربانی ہے۔ وفوق کل ذیٔ علم علیم ''ہر علم والے کے اوپر دوسرا علم والا ہے''۔

ایک دوسرے کی مدد سے سیکھنے اور علم حاصل کرنے کا یہ سلسلہ بہت قدیم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو ان کے حقوق و فرائض سے واقف کرنے کے لئے انبیائے کرام علیہم السلام مبعوث فرمائے جنہوں نے مختلف ادوار میں دنیا کے مختلف خطوں میں لوگوں کی تعلیم و تربیت کا کام کیا۔ یہ سلسلہ صرف انبیاء تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ دنیا میں تمام والدین اپنے بچوں کی تربیت کا فریضہ انجام دیتے ہیں۔ بچوں کی تعلیم و

تربیت میں والدین کے ساتھ معلم کی بھی بھرپور توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ معلم تعلیم و تربیت کا وہ بنیادی عنصر ہے جس کے بغیر تعلیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

معلم کے دم سے علم، تعلیم اور طالب علم کو بقا حاصل ہے، جیسا کہ کہا جاتا ہے کہ بچے کا روحانی باپ معلم ہوتا ہے۔ ایک باپ بچے کی مادی ضروریات پوری کرتا ہے اور دوسرا باپ علم کی پائیدار قدروں سے متعارف کراتا ہے اور انسانیت کے جوہر سے آراستہ کرتا ہے۔ اسی طرح فانی زندگی کا موجب اس کا حقیقی باپ اور دائمی زندگی کا باعث روحانی باپ یعنی معلم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''جو لوگ تم میں سے ایمان لائے ہیں اور جن کو علم عطا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کے درجے بلند کرے گا''۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ علماء کے درجات مومنوں کے مراتب سے سات گنا بلند تر ہیں۔ ان دو گروہوں کے درمیان پانچ سو سال کی مسافت ہے۔

☆ اللہ قادر و کریم کا ارشاد ہے۔ ''تو یوں کیوں نہ کیا کہ ہر ایک جماعت میں سے چند اشخاص نکل جاتے تاکہ دین (کا علم سیکھتے اور اس) میں سمجھ پیدا کرتے اور جب اپنے قوم کی طرف واپس آتے تو ان کو ڈر سناتے تاکہ وہ (نافرمانیوں سے) بچیں''۔

☆ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فقاہت فی الدین سے افضل کوئی چیز نہیں۔ ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابد سے زیادہ غالب ہے۔ ہر چیز ایک ستون پر کھڑی ہے اور دین کا ستون فقہ ہے۔ علماء انبیاء کے وارث ہیں۔

☆ امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ مالک دو جہاں ﷺ کی ایک حدیث نقل کرتے ہیں۔ ''جو شخص حصول علم کے لئے کسی راستہ پر چلتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے راستہ پر چلاتا ہے اور طالب علم کی خوشنودی کے لئے فرشتے اس کے پاؤں تلے اپنے پر بچھاتے ہیں''۔

☆ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رحمت دو جہاں ﷺ نے فرمایا۔ ''جس طرح مجھے اپنی امت پر فضیلت حاصل ہے اسی طرح عالم کو عابد (جو عالم نہ ہو) پر فضیلت حاصل ہے''۔ آپ ﷺ کی تعلیم و تربیت کا اثر تھا کہ عرب کے گنوار اور جاہل دیکھتے دیکھتے اقوام عالم کے امام بن گئے۔ انہوں نے آپ ﷺ سے علم و ادب کا سلیقہ اپنایا جس کی بنا پر وہ تمام دنیا پر فضیلت و فوقیت پا گئے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کا سب سے بڑا اعزاز آپ ﷺ کی بارگاہ بیکس پناہ میں حاضری تھی۔

☆ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ علم مال سے بہتر ہے کیونکہ علم تیری حفاظت کرتا ہے اور تو مال کی۔

☆ حضرت سیدنا شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ ''سر الاسرار'' میں رقم طراز ہیں کہ جو شخص علم حقیقت (علم معرفت) پر کاربند ہو جاتا ہے وہ اپنے دو دشمنوں، نفس اور شیطان سے چھٹکارا حاصل کر لیتا ہے اور مخلص شمار ہونے لگتا ہے جیسا کہ رب قدوس کا فرمان مبارک ہے۔ ''تیری عزت کی قسم! میں ضرور

گمراہ کردوں گا ان سب کو سوائے تیرے ان بندوں کے جنہیں ان میں سے تو نے چن لیا''۔

☆ حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ اپنے مشہور عالم قصیدہ غوثیہ شریف میں فرماتے ہیں۔ ''میں علم پڑھتے پڑھتے قطب ہوگیا اور میں نے خداوند تعالیٰ کی مدد سے سعادت کو پالیا۔

☆ ایک اور مقام پر حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ''اور جو اس علم (علم حقیقت) تک نہیں پہنچا وہ حقیقت میں عالم ہی نہیں اگرچہ اس نے ہزاروں کتب پڑھی ہوں''۔

☆ حضرت امام غزالی رحمتہ اللہ علیہ ''احیاء العلوم'' میں لکھتے ہیں۔ ''اخلاص فی العمل کا مطلب یہ ہے کہ شیطان بندے کی نیت عمل سے آگاہ نہ ہونے پائے تاکہ اسے بہکا نہ سکے اور نہ ہی فرشتہ اس کے ارادے سے باخبر ہو جائے کہ اس کے لئے ثواب لکھ سکے۔

☆ حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمتہ اللہ علیہ حضرت حاتم اصم رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق بیان کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک مرتبہ فرمایا کہ میں نے چار علوم حاصل کر کے باقی تمام علوم سے نجات حاصل کر لی۔ لوگوں نے پوچھا وہ علوم کون سے ہیں؟ آپ رحمتہ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ اول تو میں نے یہ حقیقت پالی کہ اللہ تعالیٰ کا مجھ پر جو حق ہے اسے میرے سوا کوئی دوسرا ادا نہیں کرسکتا لہذا میں پوری توجہ سے اسے ادا کرنے میں منہمک ہوں۔ دوسرا یہ کہ میں نے یہ اچھی طرح سمجھ لیا کہ جو رزق میرا مقدر ہو چکا ہے' میری حرص و طمع سے اس میں کوئی کمی یا بیشی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ میں زیادہ رزق کی طلب سے بےفکر ہو گیا ہوں۔ تیسرا یہ کہ میں نے اچھی طرح سمجھ لیا ہے کہ موت سے فرار ممکن نہیں لہذا ہمہ وقت تیار رہتا ہوں۔ چوتھا یہ کہ میری رگ و پے میں یہ بات سما گئی ہے کہ میرا ایک آقا ہے جو ہر وقت میرے فعل و عمل کو دیکھتا رہتا ہے چنانچہ میں اس سے شرماتا ہوں اور ان کاموں سے کنارہ کشی اختیار کرلی ہے جس سے میرے مالک نے منع کیا ہے۔ جو شخص اس بات کو جان لیتا ہے کہ اللہ سبحانہ و تعالیٰ ہر وقت حاضر و ناظر ہے تو وہ کوئی ایسا کام نہیں کرے گا جس کی وجہ سے اسے قیامت کے دن شرمندگی کا سامنا کرنا پڑے۔ باری تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں۔ ''اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ اس آیت کی تفسیر میں بیان کرتے ہیں کہ ''ان کو ادب سکھاؤ اور علم پڑھاؤ تاکہ تم اس کے ذریعے انہیں دوزخ کی آگ سے بچا سکو''۔

محبوب کریم ﷺ سے مروی ہے کہ ''بہترین چیز جو ایک والد اپنی اولاد کو عطا کرسکتا ہے وہ حسن ادب ہے''۔ حضرت شیخ ابو نصر طوسی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رحمت دو جہاں ﷺ کا یہ فرمانا فاحسن ادبی ''مجھے خوب ادب سکھایا گیا''۔ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ جان کائنات ﷺ کو تمام انبیاء علیہم السلام کے مقابلہ میں خاص ادب سکھایا گیا ورنہ ہر نبی کو اللہ ہی نے ادب سکھایا ہے۔ کسی نے حضرت ابن سیرین رحمتہ اللہ علیہ سے سوال کیا وہ کونسا ادب ہے جو بندے کو اللہ کی ربوبیت کی معرفت اور اس کی اطاعت

گزاری' خوشی میں اس کا شکر ادا کرنا اور دکھ میں صبر کرنا۔

☆ حضرت مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''ہم خدا سے اس سب کی توفیق چاہتے ہیں' بے ادب شخص خدا کی مہربانی سے محروم رہ گیا''۔

☆ ''بے ادب صرف خود ہی برا نہیں بلکہ اس نے سارے عالم میں بے ادبی کے باعث تباہی مچا دی''۔

☆ غم کا جو اندھیرا بھی تجھ پر چھا جاتا ہے اس کی وجہ بے باکی اور گستاخی ہوتی ہے۔

☆ ادب سے یہ آسمان روشن ہو گیا اور ادب ہی کی بدولت فرشتہ معصوم و پاک ہوا۔

☆ جو شخص راہ حق میں گستاخی کرے وہ وادی حیرت میں تباہ و برباد ہو جاتا ہے۔

ادب تین حصوں پر مشتمل ہے۔ پہلا حصہ اشیاء اور احکام کا علم ہے۔ دوسرا حصہ اس علم کے صحیح طریقہ استعمال کا علم ہے اور تیسرا حصہ عمل سے متعلق یعنی اس علم کو صحیح طریقہ پر استعمال کرنا تکمیلی حصہ ہے۔ جسے شریعت کہتے ہیں۔ یہ ہر ایک کے لئے لازم ہے۔ اگر اس کا حق ادا کیا جائے اور اس مین کرنا ہی سرزد نہ ہونے پائے تو اس کا نتیجہ وثمر ایک اور اعلیٰ درجے کا علم ہے یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کا علم اور ادراک۔ جب اس علم میں پختگی حاصل ہوتی ہے تو اگلا مرحلہ عرفان الٰہی کا ہوتا ہے جسے طریقت کہا جاتا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے۔ ''آپ (ﷺ) فرما دیں کہ اگر سمندر میرے رب کی باتوں کے لئے سیاہی ہو تو ضرور سمندر ختم ہو جائے گا اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں گی' اگرچہ ہم ویسا ہی اور اس کی مدد کو لے آئیں''۔ اس علم کے متعلق کہا گیا ہے۔ ''بے شک علم اللہ کا نور ہے اور اللہ کا نور گناہگار کو نہیں عطا کیا جاتا''۔ مولانا روم رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ ''اگر تو علم کو باطنی ترقی کے لئے استعمال کرے گا تو وہ معاون ثابت ہوگا' اگر اسی علم کو ظاہری نمائش کے لئے استعمال میں لائے گا تو وہ دشمن ثابت ہوگا''۔

دینی مدارس کی تاریخ' نوعیت اور اہمیت

اسلامی تاریخ درس و تدریس میں ''مدارس'' کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا جو جتنی قدیم ہے اتنی ہی گراں قدر اور ناقابل فراموش ہے۔ لفظی معنی پر غور کیا جائے تو مدارس مدرسے کی جمع ہے اور مدرسے کا مطلب ہے وہ جگہ جو پڑھنے پڑھانے سے منسوب ہو۔ مدرسے کا مترادف ایک لفظ مکتب بھی عام استعمال میں آتا ہے جس کی جمع ''مکاتب'' ہے۔ ایران' ہندو پاکستان میں عموماً لوگ بچوں کو ابتدائی حروف تہجی سیکھنے اور پڑھنے کی جگہ کو مکتب اور دینی رسائل اور بالغوں کے پڑھنے کی جگہ کو ''مدرسے'' سے تعبیر کرتے ہیں۔ سکول کا لفظ دونوں مذکورہ بالا الفاظ کو شامل کرتا ہے۔ اس لئے کہ جونیئر اور سینئر کے لحاظ سے اس کی تقسیم پرائمری' سیکنڈری اور ہائی سکول میں کرتے ہیں۔

اسلام سے قبل دنیا پر جہالت کی تاریک گھٹائیں چھائی ہوئی تھیں۔ بعض مقامات مثلاً یونان' ایران اور قدیم ہندوستان میں خرافات' توہمات اور اساطیر پر نام نہاد ''علم'' کی چھاپ لگی ہوئی تھی۔ ادیان سابقہ کی معرفت اور تعلیم و تعلم کی اجارہ داری کاہن' ساحر' احبار و رہبان' پروہتوں اور پنڈتوں کو حاصل تھی۔ عوام

عقل و معرفت اور علم و دانش کی روشنی سے محروم تھے۔ چھٹی صدی عیسوی میں جب نور محبوب ﷺ کا آفتاب عالم تاب مکہ معظمہ سے طلوع ہوا تو بعثت نبوی ﷺ نے دنیا کو نیا آسمانی صحیفہ عطا کیا' نیا علم و حکمت عطا کیا' نیا ذوق و شوق اور نئی بلند نظری عطا کی اور علم و دانش کی روشنی سے دنیا کے تاریک گوشوں کو منور کیا۔ اسلام کا انسانیت پر یہ ابدی احسان ہے کہ اس نے علم کے پوشیدہ خزانوں کو وقف عام کر دیا۔

اسلام نے عربوں کو تہذیب و تمدن کے بلند معیار پر پہنچایا۔ ان میں تعلیم کا شوق پیدا کیا جس سے وہ بے بہرہ تھے۔ وہ اس دین کو پا کر علم و حکمت کے سرمایہ دار اور اسرار و رموز الٰہی کے امانت دار بن گئے۔ محبوب کریم ﷺ پر جو پہلی وحی اتری وہ علم کی فضیلت اور حکمت کے بارے میں تھی۔ اقراء باسم ربك الذی خلق ' خلق الانسان من علق ۔ اقراء و ربك الاکرام ۔ الذی علم بالقلم ۔ علم الانسان مالم یعلم ۔ ''یعنی آپ (ﷺ) اپنے رب کا نام لے کر پڑھا کیجئے جس نے مخلوقات کو پیدا کیا' جس نے انسان کو خون کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ آپ (ﷺ) قرآن مجید پڑھا کیجئے اور آپ (ﷺ) کا رب بڑا کریم ہے جس نے قلم سے تعلیم دی اور انسان کو ان چیزوں کی تعلیم دی جن کو وہ نہ جانتا تھا''۔

دوسری جگہ جان کائنات ﷺ کی بعثت کا مقصد کتاب و حکمت کی تعلیم قرار دیا گیا۔ سورۃ آل عمران میں ہے کہ حقیقت میں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر بڑا احسان کیا جبکہ انہی میں سے ایک پیغمبر ان میں بھیجا کہ وہ لوگوں کو اللہ کی آیات پڑھ کر سناتے ہیں اور ان لوگوں کو تزکیہ کرتے ہیں اور ان کو کتاب و حکمت کی باتیں بتلاتے ہیں اور یہ لوگ پہلے صریحاً غلطی میں تھے۔

حاکم کائنات ﷺ کے حکم سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے متعدد اشخاص وحی کی کتابت کے فرائض انجام دیتے رہے ان کی مجموعی تعداد چالیس سے تجاوز ہے۔ وہ ایک دوسرے کی مدد سے آیات قرآنی یاد کرنے اور پڑھنے لگے۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ کو یثرب بھیجا کہ ایمان لانے والوں کو قرآن مجید کی آیتیں یاد کرائیں اور نماز کے طریقے کی تعلیم دیں۔ مسجد نبوی ﷺ کے چبوترے پر بہتر (۷۲) صحابہ رضی اللہ عنہم جمع ہو گئے یعنی اصحاب صفہ جو اپنے اوقات قرآن مجید کو حفظ کرنے' دین کی باتیں سیکھنے اور اللہ کی یاد میں صرف کرتے تھے۔ یہ طریقہ صدیوں سے گزرتا ہوا آج تک کم و بیش ہر مسلم ملک میں رائج ہے کہ بچوں کو قرآن مجید پڑھنا سکھاتے ہیں اور بعد ازاں ترجمہ قرآن' تفسیر' حدیث فقہ نیز علوم عربیہ کی تعلیم و تدریس کا انتظام و اہتمام ہوتا ہے۔

طریقہ تعلیم محبوب کریم ﷺ

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی عبادت کرنے' قرآن پاک پڑھنے اور مسائل سیکھنے کی جگہ تھی۔ اس طرح ہر شہر میں مسجدیں اور درسگاہیں بن گئیں۔ رفتہ رفتہ مشہور صحابیوں کے مکان اور اہل علم کے مسکن بھی مدرسے بن گئے۔ محبوب کریم ﷺ سے مسجد نبوی ﷺ کے اندر بھی مسائل پوچھے جاتے تھے۔ رحمت کائنات ﷺ

سے احادیث کے متعلق بھی سوال کئے جاتے تھے۔ محبوب کریم ﷺ حلقے میں بیٹھ کر بھی مسائل کی تعلیم دیتے تھے۔ قرآن مجید کی تعلیم کے لئے قبائل میں قراء بھیجے جاتے تھے۔

محبوب دوجہاں ﷺ کے شغف علم کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ غزوۂ بدر کے اسیران جنگ میں جو لکھنا جانتے تھے ان کو حکم ہوا کہ دس دس بچوں کو لکھنا سکھا دیں تو چھوڑ دیئے جائیں گے۔ ایک دفعہ عورتوں نے جان کائنات ﷺ سے شکایت کی کہ مرد علم حاصل کرنے میں ہم سے سبقت لے گئے۔ محسن کائنات ﷺ ہفتے میں ایک بار ہمیں تعلیم وارشاد سے مستفید فرمائیں۔ چنانچہ آپ ﷺ نے وعدہ فرمایا اور انہیں تلقین فرمانے لگے۔

عہد صحابہ رضی اللہ عنہم

☆ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا زمانہ خلافت زیادہ تر مرتدین کی شورشوں کے قلع قمع میں گزرا۔ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں تمام مفتوحہ ممالک میں ہر جگہ قرآن مجید کا درس مقرر کیا اور معلم وقاری مقرر کر کے ان کی تنخواہیں مقرر کیں۔ خانہ بدوش بدوؤں کے لئے قرآن کریم کی تعلیم جبری طور پر رائج کی۔ قرآنی مکاتب میں لکھنا بھی سکھایا جاتا تھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے عام طور پر تمام اضلاع میں احکام بھیج دیئے کہ بچوں کو شہسواری اور کتابت کی تعلیم دی جائے۔ ان کے علاوہ ادب اور عربی کی تعلیم بھی لازمی کر دی تا کہ لوگ صحت الفاظ اور صحت اعراب کے ساتھ قرآن مجید پڑھ سکیں۔

☆ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جہاں بیٹھ جاتے شمع محفل بن جاتے اور لوگ تحصیل علم کے لئے ان پر پروانوں کی طرح گرتے۔ اس عہد میں کتاب وسنت کے علاوہ علم فقہ کی بھی اشاعت ہوئی۔ اس دور کی تعلیمی خصوصیات حسب ذیل ہیں۔

☆ قرآن مجید، حدیث اور فقہ کے سوا کسی دوسرے علم کی تعلیم نہیں دی جاتی تھی۔
☆ تعلیم کتابی نہ تھی یعنی قرآن کریم کے سوا حدیث اور فقہ بالکل زبانی پڑھائے جاتے تھے۔
☆ تعلیم پر تنخواہ تو درکنار ہدیہ لینے کی بھی ممانعت تھی۔
☆ تحصیل علم کے لئے دنیاوی فرض کا شامل کرنا فرض نہ تھا۔
☆ تعلیم کے لئے سفر کرنا ضروری تھا۔
☆ ایک ایک حدیث کی سماعت وتحقیق کے لئے لوگ خراساں سے لے کر دمشق اور حجاز تک کا سفر پیدل کرتے تھے۔
☆ مساجد اور علماء کے معمولی مکانات تعلیم گاہوں کے طور پر استعمال ہوتے تھے۔ بغداد، قاہرہ اور بیت المقدس کے علاوہ دمشق کو یہ امتیاز حاصل رہا کہ اس بڑے شہر میں تقریباً ایک سو پچاس (۱۵۰) مدرسے تھے۔ جہاں سے ہزاروں بڑے بڑے علماء نے سند فراغ حاصل کی۔

عباسی دور میں تعلیم مسجدوں کے صحنوں، خانقاہوں کے حجروں اور علماء کے معمولی مکانوں اور امراء کی حویلیوں میں جاری رہی۔ مدینہ طیبہ، بصرہ، کوفہ اور نسطاط مشہور علمی مراکز تھے۔ اس دور کی دو درسگاہیں خاص طور پر ممتاز تھیں۔ ایک کوفہ میں امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی درسگاہ اور دوسری مدینہ طیبہ میں امام مالک رضی اللہ عنہ کی۔ امام ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کے حلقہ تعلیم میں ہرات سے لے کر دمشق اور حمص تک کے طلبہ شریک ہوتے تھے۔

مدارس کی تعمیر میں امراء رؤسا اور ان کی بیگمات نے بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ بسا اوقات ان مدارس کے ساتھ شفا خانے بھی ہوتے تھے اور ان کے مصارف کے لئے اوقاف قائم تھے۔ سرزمین پاک و ہند جب ساتویں صدی عیسوی میں اسلامی قلم رو میں داخل ہوئی تو اول اول صوفیا کرام اور اولیائے عظام تعلیم و تدریس و تربیت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ علمی قدردانی کا یہ عالم تھا کہ حضرت شیخ عیسیٰ دہلوی رحمتہ اللہ علیہ نے مرنے سے پہلے یہ خواہش ظاہر کی کہ انہیں موت کے بعد ایسی جگہ دفن کیا جائے جہاں ان کے مدرسے کے طلبہ اپنے جوتے رکھتے ہیں (تذکرۃ العلماء)۔ اساتذہ کی عزت ماں باپ سے بڑھ کر کی جاتی تھی۔ حکومت کی مداخلت کی وجہ سے علم کی ترقی و فراوانی روز افزوں تھی اور آپس میں احترام و شفقت کے جذبات آج کل سے بہت زیادہ پائے جاتے تھے۔

غیر مسلموں کی تعلیم

مسلمانوں کی آمد سے پہلے اس سرزمین میں برہموں نے تعلیم اپنے لئے خاص کر رکھی تھی۔ ان میں نیچ ذات کے لوگوں کو علم سکھانا، مذہبی کتابیں پڑھانا سخت گناہ تھا۔ اس لئے عام لوگوں کو تعلیم نہیں دیتے تھے۔ لیکن مسلمانوں کی آمد نے ہر مرد و عورت کے لئے تعلیم عام کی اور کسی قسم کا نسلی امتیاز نہیں رکھا۔ ہونہار غریب طلباء کو تعلیم مفت دی جاتی بلکہ وظیفے اور ضروری اخراجات سے ان کی کفالت بھی کی جاتی۔

نصاب تعلیم

ہندوستان و پاکستان کے مکتبوں میں قرآن مجید کی تعلیم کے بعد حساب کتاب اور فارسی کی تعلیم دی جاتی تھی۔ مدرسوں میں عربی فارسی نیز سنسکرت زبانوں کے علاوہ عموماً صرف ونحو، بلاغت، منطق، حکمت، ریاضیات، فقہ، فرائض مناظرہ و علم کلام، حدیث و تفسیر، اصول فقہ اور سیاست کی تعلیم فارسی زبان کے ذریعے دی جاتی تھی۔ سال میں ایک یا دو مرتبہ تحریری و تقریری زبان کا رواج تھا۔ ساتھ ہی اعلیٰ جماعتوں کے طلباء ادنیٰ جماعتوں کے طلبہ کو تعلیم دیتے تھے (شیخ عبدالحق، اخبار الاخیار)۔

علم لغت کی تدریس پر خاص طور پر توجہ رہتی تھی۔ علوم دینیہ کے علاوہ علوم حساب، ہیئت، طب و حکمت کی تعلیم کا بھی اہتمام تھا مگر علوم حکمیہ لازم نہ تھے۔ فن حدیث کی درسیات میں صحاح ستہ (صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ابی داؤد، ترمذی شریف، نسائی، سنن ابی ماجہ) مؤطا اور بہت سی کتب تھیں۔ علم حدیث میں بصیرت پیدا کرنے کے لئے سنن بیہقی، مسند احمد بن حنبل، سنن دارقطنی اور بزار وغیرہ پڑھتے تھے۔

استاد ایک بلند مقام مثلاً کرسی یا میز پر بیٹھ جاتا تھا اور کسی فن کے مسائل زبانی بیان کرتا' طالب علم جو ہمیشہ دوات قلم لے کر بیٹھتے اور استاد کی تقریر کو لکھتے جاتے اور اس طرح ایک مستقل کتاب تیار ہو جاتی تھی اور امالی کے نام سے مشہور ہو جاتی۔ امالی ابن درید' ثعلب اور امالی القالی اسی قسم کی تصانیف ہیں۔ جب معمول سے زیادہ طلبہ حلقہ درس میں جمع ہو جاتے تھے تو استاد کے سامنے دائیں بائیں چند فاضل کھڑے ہوتے تھے جو دور والوں کو استاد کے خاص الفاظ سنا سکتے تھے۔ یہ لوگ مستملی کہلاتے تھے۔ جب حلقہ درس میں مقررہ کتب پڑھنے کا رواج ہوا تو ان کے دو طریقے تھے۔ بعض مرتبہ اساتذہ کتابوں کی قرات کرتے تھے اور شاگرد انہیں سنتے تھے۔ بعض حلقوں میں شاگرد استاد کے سامنے کتاب کی قرات کرتے تھے اور استاد انہیں سنتا اور تشریح کرتا تھا۔ طلبہ کی سیر و تفریح بھی کرائی جاتی تھی تاکہ وہ مسلسل تعلیم سے اکتا نہ جائیں۔ اس کے علاوہ کتابیں نقل کرنا بھی اہم مشغلہ تھا۔ مکاتب میں بہت سے کھیل بھی رائج تھے۔ تعلیم سے فراغت کے بعد طلباء کو سندیں بھی دی جاتی تھیں۔

علم' حصول علم اور علماء کی فضیلت و افادیت

☆ حضرت انس رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا کہ علم حاصل کرنا ہر مرد و عوت پر فرض ہے (ابن ماجہ' مشکوٰۃ)۔ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔ اس علم سے مراد وہ علم ہے کہ جو مسلمانوں کو وقت پر ضروری ہے۔ مثلاً جب اسلام میں داخل ہو تو اس پر اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو پہچاننا اور محبوب کریم ﷺ کی نبوت کو جاننا واجب ہو گیا اور ہر اس چیز کا علم ضروری ہو گیا جس کے بغیر ایمان صحیح نہیں اور جب نماز کا وقت آ گیا تو اس پر نماز کے احکام کا جاننا واجب ہو گیا اور جب ماہ رمضان آ گیا تو روزے کے احکام سیکھنا ضروری ہو گیا' اگر مالک صاحب نصاب ہو گیا تو زکوٰۃ کے مسائل جاننا ضروری ہو گیا اور عورت کو حیض و نفاس وغیرہ جتنے مسائل کا عورت اور مرد سے تعلق ہے جاننا واجب ہو جاتا ہے (اشعتہ اللمعات جلد اول)۔

مندرجہ بالا احادیث سے ثابت ہوا کہ روزمرہ زندگی کا علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر واجب ہے اور علم ضروریات دین میں سے ہے' اس کے بغیر کوئی مسلمان روزمرہ زندگی احسن طریقے اور دین کے تقاضوں کے مطابق نہیں گزار سکتا۔ اس لئے علم دین کا حاصل کرنا ضروری قرار پایا۔ علم دین کے حصول کی فضیلت بیان فرماتے ہوئے مالک کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص علم دین حاصل کرنے کے لئے سفر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت کے راستوں میں سے ایک راستے پر چلاتا ہے اور طالب علم کی رضا حاصل کرنے کے لئے فرشتے اپنے پروں کو بچھا دیتے ہیں اور ہر وہ چیز جو آسمان و زمین میں ہے یہاں تک کہ مچھلیاں پانی کے اندر عالم کے لئے دعائے استغفار کرتی ہیں۔ عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی چودھویں رات کے چاند کی فضیلت ستاروں پر ہے اور علماء انبیاء کرام کے وارث اور جانشیں ہیں''۔

☆ انبیاء کرام علیہم السلام کا ترکہ دینار و درہم نہیں ہیں بلکہ انہوں نے وراثت میں صرف علم چھوڑا ہے تو

جس نے اسے حاصل کیا تو اس نے پورا حصہ پایا (ترمذی، ابوداؤد، مشکوٰۃ شریف)۔

اس حدیث پاک میں حصول علم کی فضیلت اور عالم و عابد کے فرق کو واضح کیا گیا ہے اور عالم کو عابد پر ترجیح دی گئی ہے اور ایک حدیث مبارک جسے حضرت ابوامامہ باہلی رحمتہ اللہ علیہ نے روایت کیا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ محبوب کریم ﷺ کے سامنے دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں ایک عابد تھا اور دوسرا عالم تو رحمت کائنات ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عابد پر عالم کی فضیلت ایسی ہے جیسے کہ میری فضیلت تمہارے ادنیٰ آدمی پر۔ پھر محبوب کریم ﷺ نے فرمایا کہ لوگوں کو بھلائی سکھانے پر اللہ تعالیٰ رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے نیز آسمان و زمین کے رہنے والے یہاں تک چیونٹیاں اپنے سوراخوں میں اور مچھلیاں پانی میں اس کے لئے دعائے خیر کرتی ہیں (ترمذی، مشکوٰۃ شریف)۔

☆ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رات کی ایک گھڑی عالم دین کا پڑھنا پڑھانا رات بھر کی عبادت سے بہتر ہے (دارمی مشکوٰۃ)۔

☆ جان کائنات ﷺ نے فرمایا کہ ایک فقیہہ یعنی ایک عالم دین شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ بھاری ہے (ترمذی، مشکوٰۃ شریف)۔

☆ مالک کائنات ﷺ اکثر رات بھر عبادت فرماتے یہاں تک کہ پائے مبارک ورم کر جاتے اور پے در پے روزے رکھتے اور رات میں افطار نہ فرماتے اور جو مال ملتا اللہ کی راہ میں خرچ کر دیتے۔ چٹائیوں پر آرام فرماتے، جو کی روٹی تناول فرماتے، کبھی کبھی ایک دو ماہ تک فقط پانی اور جو پر اکتفا فرماتے، کبھی شکم اقدس پر پتھر باندھتے مگر ان باتوں کو اپنی کمزور اور ناتواں امت پر لازم نہیں فرمایا یعنی محبوب کریم ﷺ نے ان باتوں کا کسی مسلمان سے مطالبہ نہیں فرمایا چاہے وہ عالم ہو یا جاہل مگر آج کل بعض جاہل جنہیں مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ان باتوں کا علمائے کرام سے مطالبہ کرتے ہیں اور ایسا نہ کرنے والوں کو نافرمان سمجھتے ہیں۔ حالانکہ جن باتوں کا آپ ﷺ نے لازم نہیں فرمایا تو ان بے عمل جاہلوں کو مطالبہ کرنے کا حق کہاں سے مل گیا۔ اللہ انہیں سمجھ عطا فرمائے۔

چٹائیوں پر سونے اور پیٹ پر پتھر باندھنے کا مطالبہ کرنے والے اسلام اور مسلمان دونوں کو نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ اسلام کو اس طرح کہ اگر کوئی غیر مسلم جو دائرہ اسلام میں آنا چاہتا ہے جب اس کو علم ہوگا کہ اسلام میں چٹائیوں پر سونا اور پیٹ پر پتھر باندھنا لازم ہے اور ایسا نہ کرنے والا گناہگار اور محبوب کریم ﷺ کا نافرمان ٹھہرایا جاتا ہے تو وہ اسلام کی طرف ہرگز مائل نہیں ہوگا اور علمائے کرام کو نافرمان اور گناہگار کہنے والا یہ گروہ مسلمانوں کو اس طرح نقصان پہنچانا چاہتا ہے کہ جب مسلمانوں کے دلوں میں یہ بات راسخ ہو جائے گی کہ علماء خود نافرمان ہیں تو پھر وہ علماء کی نصیحت کو ہرگز قبول نہیں کریں گے۔ نماز روزہ وغیرہ فرائض الٰہیہ کے قریب نہ آئیں گے اور برائیوں میں مبتلا ہو کر آگ کے عذاب کے مستحق ہوں گے۔ اس لئے علمائے کرام کا احترام لازمی ہے اور علمائے کرام کا ادب و احترام کا ہاتھ سے چھوڑ دینا گویا غیر

مسلموں کی سازشوں کو کامیاب بنانے کے مترادف ہے۔

قلم..... حصول علم کی قوت

ن والقلم وما یسطرون "قسم ہے قلم کی اور وہ جو وہ لکھتے ہیں" قرآن حکیم جو علم وحکمت کی برتری کا علمبردار ہے جس نے آدم خاکی کی عظمت کا راز اس بات کو قرار دیا ہے کہ اس کا سینہ علم وفن کا گنجینہ تھا۔ کوئی مخلوق حتیٰ کہ فرشتے بھی اس کی ہمسری کا دعویٰ نہیں کر سکتے تھے۔ اس لئے قرآن حکیم نے قلم کو جو علم کی نشر واشاعت کا مؤثر اور بے مثال ذریعہ ہے اس کی جلالت شان کو ظاہر کرنے کے لئے اس کی قسم کھائی تا کہ اس قرآن حکیم کے ماننے والے قیامت تک حکمت و دانش کے کاروان کی قیادت کرتے رہیں۔ اس کے حصول کے لئے پیہم جدوجہد سے اکتا نہ جائیں اور دنیا کے گوشے گوشے کو اس کی روشنی سے منور کرنے کے لئے اپنی ہر امکانی کوشش کریں۔ صرف قلم کی قسم کھا کر اس کی عزت افزائی نہیں کی گئی بلکہ وما یسطرون فرما کر علم کے ان جواہر پاروں کی بھی قسم کھائی گئی ہے جو نوک قلم سے صفحہ قرطاس کی زینت بنتے ہیں۔ اس طرح ان کی شان کو بھی دوبالا کر دیا گیا (تفسیر ضیاء القرآن)۔

اللہ تعالیٰ نے سورۃ العلق میں ارشاد فرمایا ہے۔ "پڑھیئے آپ (ﷺ) کا رب بڑا کریم ہے جس نے علم سکھایا قلم سے"۔ اس کی شان کریمی کا ایک جلوہ یہ ہے کہ اس نے قلم کو تعلیم کا واسطہ بنا دیا۔ علم کی نشر واشاعت میں قلم کا جو حصہ ہے وہ محتاج بیان نہیں۔ قدیم زمانے کے علماء وفضلاء کے علوم کو اگر قلم کے ذریعے صفحہ قرطاس پر تحریر نہ کیا جاتا تو صدہا سال بعد آج ہم ان سے کیونکر استفادہ کر سکتے تھے۔ اگر قلم کا واسطہ نہ ہوتا تو آج زمین کے دور دراز گوشوں میں بسنے والے فضلاء کی تحقیقات اور نگارشات سے دور بسنے والے کیونکر مستفید ہو سکتے تھے۔ یہ قلم ہی کی برکت ہے کہ آج علم کا کارواں ان رفعتوں پر خیمہ زن ہے اور مزید بلندیوں کو مسخر کرنے کا عزم کئے ہوئے ہے اور جب تک قلم کا فیض جاری رہے گا علوم وفنون میں ترقی اور اضافہ ہوتا رہے گا۔

اگر سپاہی کے ہاتھ میں ہتھیار نہ ہو تو وہ بیکار ہے' اگر طالب علم کے ہاتھ سے قلم چھین لیا جائے تو طالب علم کی صلاحیتوں کو زنگ آلود کرنے کے مترادف ہے۔ علم کے حصول کے لئے قلم کا استعمال ناگزیر ہے اور دینی مدارس قائم کرنے کا مقصد یہ تھا کہ طلباء میں علم کے حصول کے ساتھ ساتھ ان کو لکھنا پڑھنا' بولنا سکھایا جائے اور روزگار کے مواقع بھی مہیا کئے جائیں تا کہ مدارس عربیہ سے فارغ التحصیل ہونے والے طلباء لکھنے پڑھنے اور بولنے کی مہارت حاصل کر کے دین اسلام کی بے لوث خدمت کر سکیں اور اپنے گھر والوں' عزیز واقارب اور گردونواح کے معاشرے کی اصلاح کر سکیں۔ عصر حاضر میں علم کا حصول ذریعہ معاش دنیاوی جاہ وحشم' معاشرے میں بلند مقام' مال وزر اور خواہشات نفسانی کا پورا کرنے کے لئے ہے۔ محسن کائنات ﷺ نے فرمایا کہ "جس نے علم اس لئے سیکھا کہ اس علم سے متاع دنیا حاصل کرے تو اسے قیامت کے دن جنت کی خوشبو تک نہ حاصل ہو گی"۔ اس لئے علم حاصل کرنے کا مقصد صرف اللہ اور اس

کے محبوب ﷺ کی رضا ہونی چاہئے۔ عصر حاضر میں دینی مدارس میں قلم کو علم کے حصول کا ذریعہ نہیں بنایا جاتا بلکہ زبانی درس وتدریس کا سلسلہ جاری کیا جاتا ہے جس سے طلباء کی صلاحیتیں اجاگر نہیں ہوتیں۔

﴿ احادیث اور علماء کرام ﴾

دین کی بنیاد علم دین ہے۔ علم کے بغیر عمل ممکن نہیں۔ جتنے بھی دین کے اعمال ہیں وہ علم دین پر موقوف ہوتے ہیں۔ دین اسلام کے تعلیم و علم کا سلسلہ اس وقت سے شروع ہوا جب محبوب کریم ﷺ پر وحی کا آغاز ہوا اور یہ سلسلہ بفضلہٖ تعالیٰ اب بھی جاری ہے۔ جب اللہ تبارک وتعالیٰ نے رحمت کائنات ﷺ کو معلم قرآن کریم مبعوث فرمایا تو آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے اصحاب رضی اللہ عنہم نے درس وتدریس کے لئے دار ارقم کو مرکز قرار فرمایا۔ یہ وہ مقام آج کل صفا مروہ کے درمیان سہیل سعی میں آچکا ہے۔ بطور یادگار وہاں ایک دروازہ بنوایا گیا ہے جس کا نام باب ارقم رکھا گیا ہے اور آج بھی موجود ہے۔

ایک جماعت نے اپنے آپ کو اس مقصد کے لئے وقف کیا جس میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے۔ یہ وہ صحابی ہیں کہ ہر وقت محبوب کریم ﷺ کے پاس رہتے تھے اور ان کی ہر بات اور ہر حرکت نوٹ فرماتے تھے۔ یہ جماعت اصحاب صفہ کی تھی۔ ان کے تین کام تھے۔

☆ علم دین حاصل کرنا۔
☆ ضرورت کے مطابق دوسروں تک پہنچانا۔
☆ جہاد میں حصہ لینا۔

جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت اس دنیا سے رخصت ہوئی تو انہوں نے بہت سارے شاگردوں کو چھوڑا جن کو تابعین کہتے ہیں اور وہ بھی یہی کام کرتے تھے اور تابعین کے رخصت ہونے کے بعد تبع تابعین آئے اور ان کے بعد ان کے پیروکار آئے۔ جن میں امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ، امام مسلم رحمتہ اللہ علیہ، امام ترمذی رحمتہ اللہ علیہ اور صحاح ستہ کے عظیم الشان اور جلیل القدر مصنفین اور محدثین شامل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ یہ سلسلہ جاری ہے۔ ارشاد مکرر کے طور پر کتب احادیث کے نام قارئین کرام کے لئے پیش کئے جاتے ہیں تاکہ یاد رہ سکیں۔

صحاح ستہ

صحیح بخاری شریف۔ صحیح مسلم شریف۔ جامع ترمذی۔ سنن ابوداؤد۔ سنن نسائی۔ سنن ابن ماجہ۔ ان کے علاوہ احادیث کی کئی مشہور کتابیں یہ ہیں۔ موطا امام مالک۔ موطا امام محمد۔ بیہقی۔ طبری۔ مشکوٰۃ شریف۔ صحیح ابن حزیمہ۔ کنز العمال۔ ریاض الصالحین۔ مسند امام احمد بن حنبل۔ مسند امام اعظم ابوحنیفہ۔ اعلاء السنن۔ ترجمان السنہ۔

ان تمام میں صحیح بخاری شریف کا مقام اور درجہ بہت بلند ہے۔ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ نے یہ کتاب جو تقریباً چار ہزار احادیث پر مشتمل ہے تقریباً تین لاکھ احادیث میں انتخاب کر کے لکھ دی ہے اور یہ

کتاب کس طرح لکھی گئی یہ وہی جانتے ہیں۔ وہ اٹھارہ (۱۸) سال کی عمر میں یتیم ہو گئے تھے اور سفر شروع کر کے تصنیف وتالیف کا کام شروع کیا۔ اس کتاب یعنی بخاری شریف کے لئے انہوں نے پورے عالم اسلام میں قریہ قریہ' گاؤں گاؤں' شہر شہر اور ملک در ملک سفر کیئے۔ جہاں پتہ چلا کہ فلاں جگہ حدیث کے عالم ہیں وہاں پہنچے۔ پہنچنے کے بعد اس عالم کو پرکھا اس کے حافظے کا جائزہ لیا۔ اس کے تقوی کا امتحان لیا۔ اس کی روایات اور سندوں کی جانچ پڑتا اور یہ دیکھا کہ کن کن اساتذہ سے حدیث حاصل کی گئی ہے۔ جب تمام امور کا جائزہ لینے کے بعد تسلی ہو جاتی تو حدیث شریف لکھتے اور لکھنے کا طریقہ یہ تھا کہ پہلے غسل فرماتے' خوشبو لگاتے' دو رکعت نماز پڑھتے اور اس کے بعد حدیث لکھتے۔ سبحان اللہ۔

احتیاط کا یہ عالم تھا کہ ایک دفعہ ایک حدیث کے پیچھے ایک دور دراز گاؤں پہنچے وہاں مطلوبہ عالم کو دیکھا کہ ایک گھوڑا کے پکڑنے میں مصروف ہیں۔ گھوڑا پکڑنے کا یہ انداز تھا کہ اس عالم نے اپنی جھولی اس انداز سے پھیلائی جیسے اس میں گھوڑے کے لئے کچھ چارہ ہو۔ جب گھوڑا قریب آیا تو اس نے جھولی چھوڑ دی۔ جس میں کچھ بھی نہ تھا اور گھوڑے کو پکڑ لیا۔ امام بخاری رضی اللہ عنہ نے اس وقت یہ فرمایا کہ جو شخص حیوان کو دھوکا دے سکتا ہے وہ انسان کو بھی دھوکہ دے سکتا ہے اور یہ فرماتے ہوئے بغیر کچھ پوچھے واپس آئے۔ احادیث کا معاملہ اتنا نازک ہے اس میں احتیاط سے کام لینا چاہئے۔ حضرت امام رضی اللہ عنہ کے متعلق اگر میں یہ نہ بتاؤں تو بخل ہوگا اس لئے قارئین کرام تھوڑا سا وقت اور لگا کر یہ چند سطور پڑھ لیں تو باعث ثواب ہوگا۔

☆ حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ ایک گاؤں میں ایک استاد سے درس لیا کرتے تھے۔ درس میں شرکت کے لئے ان کی پابندی کی انتہا نہ تھی۔ ایک بار ایسا ہوا کہ دو تین دن متواتر امام صاحب درس کے لئے حاضر نہ ہو سکے۔ ان کے استاد صاحب اور درس کے ساتھی پریشان وحیران ہوئے کہ حضرت امام صاحب کو کیا ہوا۔ جو دو تین دن سے تشریف نہیں لا رہے ہیں۔ آخر کار ان کے ساتھی وہاں پہنچے جہاں حضرت امام بخاری رضی اللہ عنہ سکونت فرماتے تھے۔ وہاں دیکھا کہ حجرے کا دروازہ اندر سے بند ہے۔ انہوں نے دروازہ کھٹکھٹایا لیکن امام صاحب رضی اللہ عنہ نے کھولا نہیں۔ ان کے ساتھیوں نے امام صاحب رضی اللہ عنہ کو قسم دی کہ اگر وہ زندہ ہیں تو خدا کے لئے جواب دیں۔ اندر سے آواز آئی کہ میں زندہ ہوں لیکن میرا ایک عذر ہے جس کی وجہ سے میں دروازہ نہیں کھول سکتا۔

عذر یہ بتایا کہ میرا کپڑوں کا ایک ہی جوڑا ہے جو دھوتے پہنتے اتنا بوسیدہ ہو چکا ہے کہ اب پہننے کے قابل نہیں۔ یہ حال اس یتیم کا ہے جن کے والد صاحب نے بہت مال چھوڑا تھا اور وہ سارا امام صاحب رضی اللہ عنہ نے تحصیل علم میں خرچ کیا تھا۔

احادیث کی باقی تمام کتابیں بھی مستند ہیں۔ علماء اہلسنت والجماعت خصوصاً ان کا بغور مطالعہ کرتے ہیں اور تدریس بھی کرتے ہیں۔ نیز اپنے آپ کو باخبر رکھتے ہیں تاکہ مخالفین ان میں افراط وتفریط نہ کر

سکیں۔ خصوصاً اردو تراجم میں یہ علماء کرام بہت غور فرماتے ہیں۔ آج کل کے لوگ تو بہت خوش قسمت ہیں جن کو لکھی لکھائی کتابیں مل جاتی ہیں۔ ان کو یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اس کتاب کی تکمیل اور اشاعت میں کتنی جانی اور مالی تکلیف پیش آئی ہوگی۔ اس کے باوجود نہ علم دین کی قدر ہے نہ علم کی اور نہ کتاب کی۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان مصنفین، مولفین، ناشرین کو اپنے غیبی خزانوں سے امداد پہنچائے جو دین اسلام کی ترویج کے لئے ہفت روزے، ماہنامے اور کتب شائع کرتے رہتے ہیں۔ آمین۔

قرآن کریم کو مکمل طور پر کما حقہ صرف محبوب کبریاء ﷺ سمجھتے تھے۔ صاحب روح البیان لکھتے ہیں کہ ایک دفعہ جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے جبرائیل آمین وحی لائے اور کھیعص میں ''ک'' عرض کیا تو محبوب کریم ﷺ فرمانے لگے میں سمجھ گیا پھر جب ''ھا'' کہا تو فرمایا سمجھ گیا۔ جب ''یا'' کہا تو فرمایا سمجھ گیا۔ اسی طرح جب ''ع، ص'' کہا تو رحمت کائنات ﷺ نے فرمایا سمجھ گیا۔ جبرائیل علیہ السلام حیران ہوئے کہ میں تو کچھ نہ سمجھا آپ ﷺ نے کیا سمجھا۔ لیکن ایک شاعر اسی سلسلے میں فرماتے ہیں۔

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبین را ہم خبر نیست

قرآن حکیم کے جملہ مفاہیم اور رموزات کو محبوب کبریاء ﷺ نے زبانی، عملی اور دیگر اطوار سے اپنی امت کو سمجھائے ہیں اور محسن کائنات ﷺ کی تمام زندگی ہی احادیث کا سرچشمہ ہے اور اس کی تشریح علماء کرام نے فقہ کی صورت میں فرمائی ہے۔ فی زمانہ ان تمام دینی امور کا تحفظ پیران طریقت و رہبران شریعت اور علمائے حق فرما رہے ہیں۔ جس نے ان کی تقلید کی فلاح پائی۔

اللہ قادر و کریم بطفیل زلفِ محبوب کریم ﷺ جملہ امت محبوب کریم ﷺ کے حال پر لطف و کرم فرمائے

آمین بجاہ سید المرسلین طٰہٰ و یٰسین ﷺ

امیدوار شفاعت محبوب کریم ﷺ

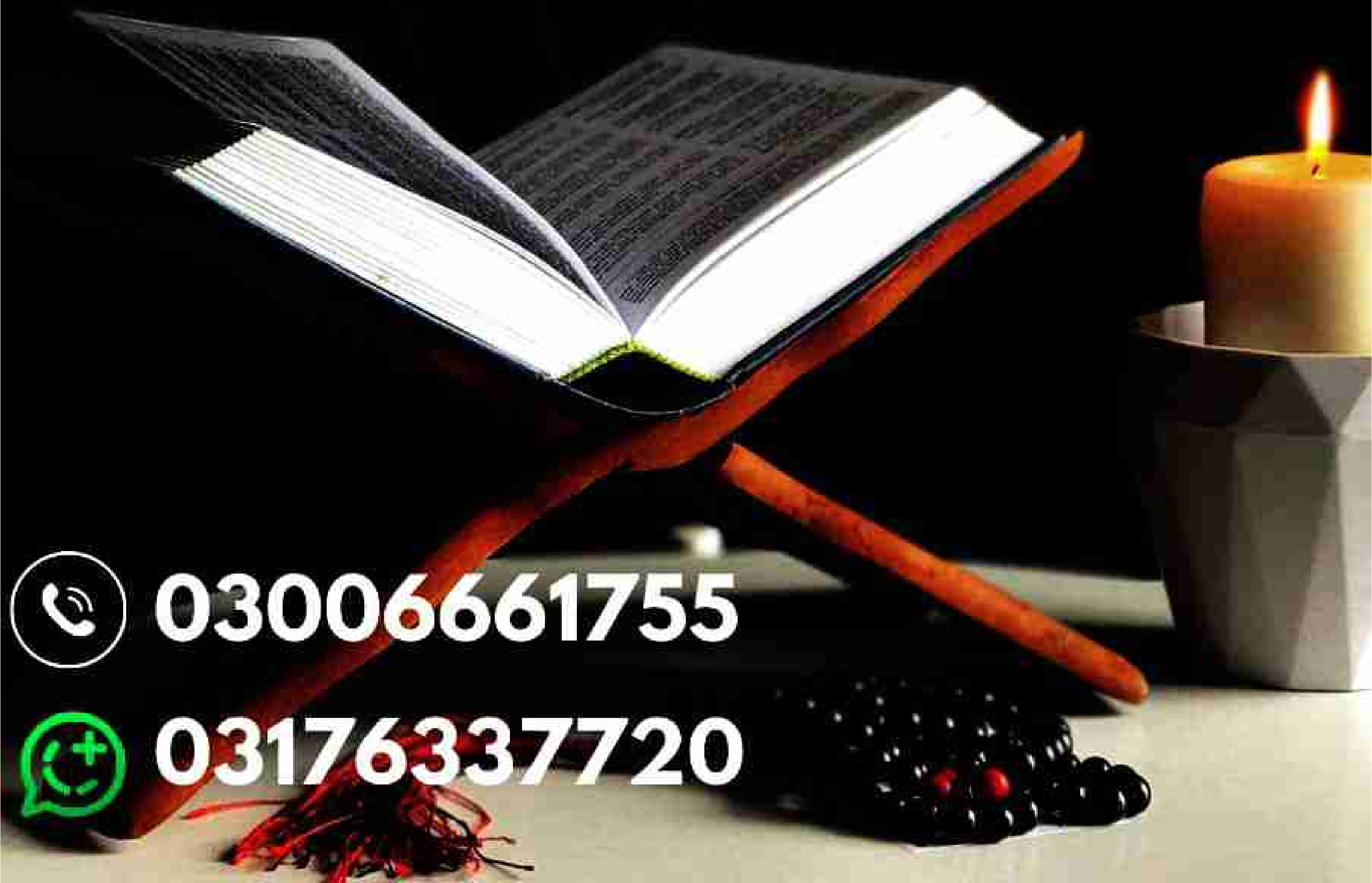
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

فیضان پیر سیال لجپال

جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث

آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک

آسان عام فہم خواہش مند طالبات کے لیے سنہری موقع




فیضان پیر سیال لجپال
جامعہ شیخ الاسلام تعلیم القرآن و الحدیث
آن-لائن کلاس ترجمہ، تفسیر، حدیث پاک
آسان عام فہم خواہش مند طلباء کے لیے سنہری موقع
03006661755
03176337720

فیضان پیر سیال لجپال

**یہاں پر ہر قسم کی بیماری، ہر کام،
مردوں عورتوں کے پوشیدہ امراض،
آسیب جادو ٹونہ، اولاد کا نہ ہونا، شادی
میں رکاوٹ، کاروباری بندش ہر کام
قرآنی عملیات و تعویذات و اسلامی
طبی اصولوں کے عین مطابق کیا جاتا ہے**

مرکزی جامع مسجد گلزار مدینہ جی ٹی ایس اڈ
فیصل آباد

اوقات ملاقات

عصر تا عشاء فون پر وقت لے کر تشریف لائیں

03006661755

03176337720

چیف آرگنائزر بزم عشاق
حضرت علامہ مولانا
حافظ محمد زمان خان چشتی سیالوی

کی جانب سے

عاشقوں صادقوں کے لئے
عظیم تحائف

اسمائے محبوب ﷺ	در محبوب ﷺ	عکس حسن محبوب ﷺ
ادائے محبوب ﷺ	حیات محبوب ﷺ	کمالات محبوب ﷺ
آداب محبوب ﷺ	سیرت محبوب ﷺ	کلام محبوب ﷺ
فرمان محبوب ﷺ	اخلاق محبوب ﷺ	معجزات محبوب ﷺ
محبوب کائنات ﷺ	بزم محبوب ﷺ	یاد محبوب ﷺ
پیغام محبوب ﷺ	گیسوئے محبوب ﷺ	محب اور محبوب ﷺ
حقیقت عشق	عشق اور اہل عشق	حقیقت انساں
ذوق زماں	خیال زماں	عقل اور عشق

تعاون: داتا علی ہجویری کلاتھ ہاؤس، کلاسک گارمنٹس

ٹائٹل پرنٹنگ: جالندھر آرٹ پریس فون: 041-631818